شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد محمود صاحب الوری مدظلہ

کتاب الزکوٰۃ

گوہر

رکن دین (حصہ پنجم)

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُضْعِفُوْنَ

کتاب الزکوٰۃ

(رکنِ دین) حصہ پنجم

زکوٰۃ کی اہمیت و فوائد اور فضائل و مسائل پر ایک تحقیقی دستاویز

تالیف

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد محمود صاحب الوری مدظلہ

خلف الرشید

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین الحاج حضرت مولانا شاہ محمد رکن الدین صاحب الوری

نقشبندی، قادری، چشتی، مجددی رحمۃ اللہ علیہ مصنف رسالہ رکنِ دین

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت دار العلوم مجددیہ

مجدد آباد۔ ڈاکخانہ چیونڈہ (؟) تحصیل و ضلع سیالکوٹ

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

بسلسلہ مطبوعات نمبر ۲

نام کتاب ــــــــــــ کتاب الزکوٰۃ

نام مصنف ــــــــــــ حضرت العلامہ شیخ الحدیث مفتی محمد محمود صاحب الوری

اشاعت اول ــــــــــــ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

تعداد ــــــــــــ ایک ہزار

صفحات ــــــــــــ ۸۰

ناشر ــــــــــــ شعبہ نشر و اشاعت دار العلوم مجددیہ سیالکوٹ

مطبوعہ ــــــــــــ انوار الحسن پرنٹرز ۲۹ دربار مارکیٹ لاہور

ہدیہ ــــــــــــ مطالعہ و عمل اور دعائے خیر

☆

ملنے کے پتے

۱۔ حاجی محمد سلیم مغل صاحب

محمد سلیم، ٹرنک، کو داس مغل ابو ظبی، یو، اے، ای

۲۔ مولانا عبدالرشید صاحب خطیب جامع مسجد محلہ ملا کمال سیالکوٹ

۔ دار العلوم مجددیہ۔ مجدد آباد (چرنڈ) ڈاکخانہ جیون موم ضلع سیالکوٹ

Marfat.com

فہرست کتاب الزکوٰۃ

عرض حال	۴
تعارف مصنف	۹
دیباچہ	۱۱
زکوٰۃ کونسا رکن اسلام ہے	۱۱
نماز اور زکوٰۃ میں کمال اتصال	۱۱
زکوٰۃ نہ دینے والے پر وعید اور عذاب	۱۳
زکوٰۃ کا فائدہ	۱۵
فرضیت زکوٰۃ اور اُسکے شرائط	۱۷
شرائط صحت ادا	۲۱
اقسام زکوٰۃ	۲۵
سونے چاندی کی زکوٰۃ	۲۵
جواہرات کی زکوٰۃ	۲۹
قرض کی زکوٰۃ اور اس کی قسمیں	۳۰
قرض قوی	۳۰
قرض متوسط	۳۱
قرض ضعیف	۳۲
مال تجارت کی زکوٰۃ	۳۴
جانوروں کی زکوٰۃ (زکوٰۃ سائمہ)	۳۷
اونٹ کی زکوٰۃ	۳۹
گائے بھینس کی زکوٰۃ	۴۱
بکریوں کی زکوٰۃ	۴۲
عاشر	۴۴
زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ	۴۷
زکوٰۃ کن لوگوں کو دیجاتی ہے (زکوٰۃ کے مصارف)	۴۹
فقیر، مسکین، عامل	۴۹
مکاتب، قرضدار، رقاب	۵۰
فی سبیل اللہ، مسافر	۵۱
مسجد، پل اور مدرسہ کی تعمیر میں زکوٰۃ کا حکم	۵۱
ماں باپ کو زکوٰۃ	۵۲
زکوٰۃ کن لوگوں کو دینا افضل ہے	۵۳
دوسرے شہر میں زکوٰۃ بھیجنے کا حکم	۵۴
صدقہ فطر اور نصاب	۵۵
صدقہ فطر کے واجب ہونے کا وقت	۵۶
زکوٰۃ اور صدقہ فطر میں کیا فرق ہے	۵۷
صدقات کو صدقات کیوں کہتے ہیں	۵۸
اللہ کی راہ میں دینے والے کو ہدایات	۶۱
صدقہ لینے والے کو ہدایات	۶۹
صدقہ نفل کی فضیلت کا بیان	۷۳
حکمی صدقات کا بیان	۷۴
اشتہارات کتب	۷۶ تا ۸۰

Marfat.com

عرضِ حال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْمُصْطَفٰی رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

تبلیغِ دین کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو سب اُمتوں سے زیادہ شان عطا فرمائی ہے۔ اور ساتھ ہی ایک بہت ضروری کام بھی اس کے سپرد کیا ہے چنانچہ ارشاد باری ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔ (پ۴ رکوع ۳)	تم بہتر ہو اُن سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں ۔ بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اس اُمت کی شان اور عظمت کے بیان کے ساتھ ایک اہم ذمہ داری کا ذکر فرمایا گیا ہے یعنی لوگوں کو نیکی کا حکم کرنا اور بُرائی سے روکنا ۔ ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص اپنے عہدہ کے مُطابق اپنی ذمہ داری کو ادا کرے تو اس مقام پر قائم رہتا ہے اور ترقی کا اُمیدوار ہوتا ہے اور جس وقت اپنے کام اور ذمہ داری کو چھوڑ دیتا ہے تو اُسے ملازمت سے سبکدوش کر دیا جاتا ہے اور اس سے وُہ عہدہ چھین لیا جاتا ہے ۔ بالکل اسی طرح ہم اُمت محمدیہ کی حالت ہے ۔ اگر ہم اپنے اس فرض کو پُورا کرتے رہیں گے ۔ تو بہترین اُمت کے لقب سے سرفراز رہیں گے ۔ اور جب بھی اس کام سے لاپرواہی برتیں گے ۔ ہم اس افضلیت اور شان سے محروم ہو کر ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔

چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات پاک کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم کیا کرو اور بُرائی

عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْلَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِّنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهٗ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ ٥

سے منع کیا کرو۔ ورنہ جلد ہی تم پر اللہ تعالیٰ عذاب نازل کرے گا۔ پھر تم اللہ سے دُعا مانگوگے اور تمہاری دُعا قبول نہ ہوگی۔

(رواہ الترمذی)

دیکھا آپ نے کس قدر رسوائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہو جانے پر ہی بس نہیں بلکہ دربارِ خداوندی سے اِتنی دوری ہو جاتی ہے کہ خداوند رحیم وکریم ایسے لوگوں کی دُعا بھی قبول نہیں کرتا۔

حکیم وخبیر خدا نے ہماری کمزوری اور ناتوانی کے پیشِ نظر اس کام کو آسان فرما دیا۔ اگر ہر مسلمان کو قرآن وحدیث کی پُوری تعلیم حاصل کرکے عمل کرنے کا حکم ہو جاتا ہے تو ہم سب مشکل میں پڑ جاتے اور اس کام کو کبھی پُورا نہ کر سکتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی آسان صورت یہ ارشاد فرمائی کہ تم سب مل کر ایک ایسی جماعت ہمیشہ تیار رکھو جو اس کام کو صحیح طریقہ پر ادا کرے۔ اس طرح تم سب اس کارِ خیر میں اپنی طاقت کے مطابق حصّہ لیکر ثواب کے مستحق بن جاؤگے۔

اِسلامی مدارس کی ضرورت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ٥ (پ ۴ رکوع ۲)

اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے جو بھلائی کی طرف بُلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُرائی سے منع کریں۔

قرآن پاک نے دوسرے مقام پر اس پروگرام کو پُورا کرنے کے لئے ایک طریقہ بیان فرمایا ہے

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ٥

تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈرسنائیں۔ اس اُمید پر کہ وہ بچیں۔

(پ ۱۱ رکوع ۴)

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ عرب کے ہر ہر قبیلہ سے جماعتیں سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور وہ حضور سے دین کے مسائل سیکھتے اور دین کی سمجھ حاصل کرتے اور اپنے لئے شریعت کے احکام دریافت کرتے۔ اور اپنی قوم کے لئے حضور انہیں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کا حکم دیتے اور نماز زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیم کے لئے انہیں اُن کی قوم کی طرف بھیجتے۔ جب وہ لوگ اپنی قوم کے پاس پہنچتے تو اعلان کر دیتے کہ جو اسلام لائے وہ ہم میں سے ہے۔ اور لوگوں کو خدا کا خوف دلاتے اور دین کی مخالفت سے ڈراتے۔ یہاں تک کہ لوگ اپنے والدین کو چھوڑ دیتے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم انہیں دین کے تمام ضروری علوم سکھا دیتے قرآن کے پیش کردہ طریقہ پر نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے عمل کر کے اُمت کو سبق دیا ہے کہ اسلامی تعلیم کے لئے ایسے مرکز قائم کرنے چاہیں۔ جن میں علم دین حاصل کرنے کی تمام سہولتیں مہیا ہوں۔ تاکہ ہر قوم اور قبیلہ کے لوگ قرآن و سنّت کی روشنی حاصل کر کے اپنے خاندان اور بستیوں کو اس نور سے منور کر سکیں۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اسی سُنّت کو ادا کرنے

کیلئے

دارالعلوم مجدّدیہ

قائم کیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اسلامی علوم کی ترویج و اشاعت کے لئے ہمارے پاکستان میں سینکڑوں ادارے موجود ہیں۔ اور اپنے وسائل اور طریق کار کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے اہل درد حضرات کو تبلیغ دین کی لگن عطا فرمائی ہے۔

دارالعلوم مجددیہ توفیق ایزدی سے اپنے وسائل کے مطابق درس و تدریس اور تقریر و تحریر کے ذریعہ خدمتِ دین کا فریضہ ادا کر رہا ہے۔ اس وقت تدریسی اور تقریری خدمات کی تفصیل کا موقع نہیں صرف تحریری کام کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے تاکہ اس شعبے کی سابقہ کارکردگی سے احباب اور معاونین واقفیت حاصل کر کے مزید تحریری

Marfat.com

کام کرنے میں دلچسپی لیں اور بھر وسیع پیمانہ پر اہم موضوعات پر دینی کتابیں شائع کی جائیں کیونکہ اس دور میں لٹریچر تبلیغ واشاعت کا بہت مؤثر ذریعہ ہے۔ دینی درد رکھنے والے حضرات کو اس طرف سے غفلت نہیں برتنی چاہیئے۔ اس لئے کہ اگر ہم نے اس طرف پوری توجہ نہ دی اور موجودہ دور کے مسائل کا صحیح اسلامی حل اور مخالفینِ اسلام کے ہر قسم کے پروپیگنڈہ کا مُثبت اور مُسکِت جواب لٹریچر کی شکل میں نہ دیا۔ تو ہماری یہ سستی اسلام کے ساتھ بڑی بے وفائی ہوگی۔

اسی اہم ضرورت کے پیش نظر دارالعُلوم محمدیہ کے ارکان نے کچھ دیر سے اس طرف توجہ مبذول کی ہے۔ اور چند چھوٹے چھوٹے رسائل شائع کئے ہیں چونکہ دارالعلوم کے وسائل اور مُعاونین کم ہیں اس لئے ضرورتِ حاضرہ کے مُطابق تحریری کام نہیں ہوسکا۔ بہر حال اب تک جو کچھ ہوسکا۔ پیش خدمت ہے۔

۱۔ "ارشادات امام ربانی"	صفحات	۱۶	تعداد	۳۰۰۰
۲۔ "عشرۂ ذی الحجہ"	صفحات	۱۶	"	۲۰۰۰
۳۔ "اہمیت زکوٰۃ"	"	۱۶	"	۱۰۰۰

مندرجہ بالا رسائل چھپ کر تقسیم ہوچکے ہیں۔ اب صرف ان کے چند نسخے باقی ہیں۔ شائقین مطالعہ دس پیسے کے ٹکٹ بھیج کر مُفت حاصل کرسکتے ہیں۔

۴۔ "کتاب الزکوٰۃ	صفحات	۸۰	تعداد	۱۰۰۰

اس وقت ہم زکوٰۃ کے موضوع پر مختصر اور جامع دستاویز آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ یہ کتاب کسی معمولی آدمی کی تصنیف نہیں ہے۔ بلکہ ایک مشہور ومعروف دارالعلوم کے شیخ الحدیث اور کہنہ مشق عظیم مُفتی اور عالمِ ربانی کے قلم کا شاہکار ہے۔

کتاب الزکوٰۃ کے اس وقت شائع ہونے کی صورت یہ ہوئی کہ جناب حاجی محمد سلیم صاحب محلہ ملا کمال علیہ الرحمۃ سیالکوٹ نے مولانا عبدالرشید صاحب خطیب جامع مسجد محلہ مذکور اور فقیر (محمد اشرف) کے سامنے زکوٰۃ سے متعلق چند سوالات لکھ کر رکھے اور کہا کہ ان کے جوابات مستند کتابوں سے دیکھ کر تحریر کردو۔ تاکہ چھپوا کر اُسے مُفت تقسیم کیا جائے۔ کیوں کہ

Marfat.com

لوگوں زکوٰۃ کی ادائیگی میں بڑی لاپرواہی کرتے ہیں۔

بندہ نے اپنے شیخ و مرشد حضرت قبلہ مفتی محمد محمود صاحب الوری مدظلہ کی کتاب الزکوٰۃ کے مسودہ کی نقل ان کو دکھائی کہ اسے پڑھ کر دیکھو اس میں آپ کے سوالات کے جواب اگر مل جائیں تو انہیں ترتیب دے کر چھاپ دیا جائے گا۔ جب انہوں نے اس کا مطالعہ کیا تو فرمانے لگے کہ اس کتاب کا اکثر حصہ ہمارے سوالوں کا جواب ہے اور اس میں دیگر ضروری مسائل قابل دید ہیں۔ لہٰذا اُسے ہی چھپوا کر دے دو۔ ایک ہزار کتاب کے تمام اخراجات حاجی صاحب مذکور نے لوجہ اللہ ادا کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضرت الاقدس مصنفِ کتاب چونکہ اس میں مضامین کا اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے اسے شائع کرنے کی بندہ کو ممانعت کر دی تھی۔ اب اجازت حاصل کرنے کا مسئلہ درپیش تھا۔ فقیر نے حضرت صاحب کی خدمت میں حاجی صاحب موصوف کی خواہش عرض کی اور اس کتاب کو شائع کرنے کی اجازت چاہی۔ حضور نے ذرہ نوازی فرماتے ہوئے ایک اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

بندہ ان سب حضرات کا شکر گزار ہے جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں دامے درمے قدمے سخنے حصہ لیا اور آپ تک یہ کتاب پہنچ گئی۔ اگر مذکورہ حضرات کا تعاون حاصل نہ ہوتا۔ تو یہ عمدہ مضامین نہ معلوم کتنی دیر پردۂ خفا میں رہتے۔ اللہ رب کریم کا شکر ہے۔ کہ اس نے اپنے حبیب کے صدقے یہ تمام مراحل بآسانی طے کرا دیئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حاجی صاحب موصوف کو جزائے خیر دے اور تمام صاحب مال مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت میں اپنا مال زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ اس کتاب کے مسودہ کی نقل بندہ کے پاس تھی اور اُسے اپنے ہی قلم سے تحریر کیا تھا۔ ممکن ہے نقل کرنے یا تصحیح میں کوئی غلطی رہ گئی ہو۔ اس لئے اہل علم سے اپیل ہے کہ کوئی غلطی دیکھیں تو ہمیں اطلاع فرمائیں۔ اور اس غلطی کی نسبت ہماری طرف کریں۔ نہ کہ مصنف علام کی طرف۔ کیونکہ حضرت موصوف نقل پر نظر ثانی نہیں فرما سکے۔

والسلام احقر محمد اشرف مجددی

۳ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ مجدد آباد (چرنڈ) سیالکوٹ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ؕ

تعارفِ مصنّف

اکثر قارئین کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ جس کتاب سے استفادہ کیا جا رہا ہے اس کے مصنف کی شخصیت سے بھی آگاہی حاصل ہو لیکن مصنف موصوف اپنے حالات اور محاسن کی اشاعت پسند نہیں فرماتے اس لئے نہایت مختصر تعارف ہدیۂ قارئین ہے۔

پیدائش۔ آپ کی ولادت باسعادت ۵ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۴ء شب جمعۃ المبارک الور میں ہوئی۔

تعلیم۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر ہی پر اپنے والد محترم حضرت مولانا شاہ رکن الدین اور جدِ امجد حضرت فرید الدین (رحمہما اللہ) سے حاصل کی۔ اس کے بعد آپ اجمیر تشریف لے گئے اور وہاں مدرسہ معینیہ عثمانیہ میں صرف و نحو وغیرہ پڑھتے رہے۔ پھر دہلی تشریف لے گئے۔ وہاں مدرسہ عالیہ جامع مسجد فتحپوری میں مولانا برکات احمد ٹونکی مرحوم کے تلمیذ رشید مولانا عبد الرحمٰن مرحوم سے منطق و فلسفہ وغیرہ کی کتب پڑھیں۔ علم الفرائض کی تحصیل مفتی اعظم محمد مظہر اللہ دہلوی مرحوم سے کی۔ ایک عرصہ بعد آپ ہی سے علمِ توقیت بھی حاصل کی۔ اس کے بعد حضرت بھوپال تشریف لے گئے وہاں مولانا محمد حسن مرحوم سے حدیث کی مشہور کتابیں پڑھیں۔ پھر آپ دوبارہ اجمیر تشریف لائے۔ اور یہاں منطق، ریاضی، ادب، علمِ کلام، اصولِ فقہ اور حدیث و تفسیر کی بڑی کتابیں مولانا معین الدین اجمیری مرحوم اور مولانا امجد علی مرحوم (صاحب بہارِ شریعت) اور دیگر جلیل القدر علماء سے پڑھ کر سندِ تکمیل حاصل کی۔

طب۔ علومِ عقلیہ و نقلیہ سے فراغت کے بعد آپ پھر دہلی تشریف لے گئے اور حکیم اجمل خاں مرحوم کے اُستاد حکیم جمیل الدین مرحوم سے طب میں شرح موجز، کلیاتِ نفیسی شرح حمیات القانون وغیرہ پڑھ کر سندِ تکمیل حاصل کی۔ پھر حکیم اجمل خاں مرحوم کے جانشین حکیم محمد ظفر خاں دہلوی مرحوم کے مطب میں عملی تجربہ کیا اور سند تجربہ بھی حاصل کی۔

وطن کو واپسی الغرض حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ نے بائیس تیئیس سال تک کی عمر تحصیل علوم و فنون میں گزار کر غالباً ۱۳۴۵ھ میں دولت خانہ الور تشریف لائے۔ یہاں جامع مسجد میں تقریباً چھ سات سال تفسیر قرآن کا درس دیا اور قرآنِ پاک ختم فرمایا۔ علاوہ ازیں الور میں قیام کے دوران آپ اسلامی علوم سبقاً بھی پڑھاتے رہے اور بہت سے لوگوں نے فیض حاصل کیا۔

Marfat.com

ہجرت۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے وقت الور میں زبردست فساد پھوٹ پڑے تھے اس لئے آپ نے الور سے ہجرت فرمائی اور دہلی تشریف لائے۔ یہاں قیام کئے کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ یہ سرزمین بھی فسادات کے شعلوں کی لپیٹ میں آگئی اور یہاں کی وسیع و عریض فضائیں مسلمانوں کے لیے تنگ ہو گئیں اس لیے آپ پاکستان تشریف لے آئے اور حیدرآباد میں قیام فرمایا۔

تبلیغ۔ ایک عرصہ حیدرآباد کی مرکزی مساجد میں درس قرآن کریم دیا جس نے قبول عام کا شرف حاصل کیا۔ اور آزاد میدان والی بڑی جامع مسجد آپ ہی کی سعی سے تعمیر ہوئی۔

جامعہ مجددیہ کا قیام۔ عرصہ ہوا مسجد آزاد میدان میں رکن الاسلام جامعہ مجددیہ کے نام سے ایک علمی ادارہ قائم کیا جہاں درس نظامی کی تعلیم کے علاوہ فن تجوید و قرأت کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ سینکڑوں طلبہ مستفید ہو چکے ہیں اور ملک کے مختلف گوشوں کے بہت سے طلبہ اس وقت زیر تعلیم ہیں۔

تصانیف۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ کا بیشتر وقت چونکہ خدمت خلق میں گزرتا ہے اس لئے تصنیف و تالیف کے لئے بہت کم وقت ملتا ہے لیکن اس کے باوجود چند کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جو دین سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۱) مصباح السالکین (حالات مولانا شاہ رکن الدین) مطبوعہ (انڈیا)

(۲) کتاب الصیام (رکن دین حصہ سوم) مطبوعہ

(۳) کتاب الحج (رکن دین حصہ چہارم) مطبوعہ

(۴) کتاب الزکوٰۃ (رکن دین حصہ پنجم)

(۵) خلاصۂ مثنوی۔ غیر مطبوعہ

محمد اشرف

خادم دار العلوم مجددیہ سیالکوٹ

۲۵ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ طَهَّرَ قُلُوْبَنَا عَنْ رَذَائِلِ الْبُخْلِ وَحُبِّ الْمَالِ بِالزَّكٰوةِ وَالصَّدَقَاتِ وَعَلَّمَنَا بِاِنْفَاقِ الْمَالِ اِكْتِسَابَ الْفَضَائِلِ وَالْحَسَنَاتِ ۔ كُلُّ خَيْرٍ حَصَلَ لَنَا بِوَسِيْلَةِ السَّيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيْمَاتِ ۔

کمزوروں کی مدد کا جذبہ فطری جذبہ ہے۔ اسلام دینِ فطرت ہے اس لیے زکوٰۃ کے ذریعہ کمزوروں کی مالی مدد کو مالداروں پر فرض قرار دیا گیا۔ مسلمان وہ نہیں کہ دولت کے نشہ میں کمزوروں کو بھول جائے بلکہ مالدار مسلم پر ان کی امداد فرض ہے۔ اس مالی ہمدردی کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ اس کو رکنِ اسلام قرار دیا گیا۔ گویا کمزوروں کو خوشحال اور زندہ رکھنا دین کا ایک عظیم رُکن ہے۔

اسی زکوٰۃ کے لیے بیت المال قائم ہوتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ تک زکوٰۃ امام لیا کرتا تھا۔ پھر آپ نے نقدی کی زکوٰۃ مالکوں کے سپرد کردی تاکہ ظالم حکام لوگوں کے مال میں طمع نہ کریں۔ جب خیر القرون میں طمع کے اندیشہ سے زکوٰۃ کو سرکاری طور پر وصول کرنے سے حکام کو منع کر دیا گیا تو یہ تو بدترین زمانہ ہے۔

زکوٰۃ کونسا رکنِ اسلام ہے؟

سوال۔ زکوٰۃ اسلام کا کونسا رکن ہے؟

جواب۔ دوسرا رکن ہے اور کلمہ شہادت کے بعد تیسرا رکن ہے۔ اوّل رکن کلمہ شہادت ہے۔ دوسرا رکن نماز اور تیسرا زکوٰۃ۔

نماز اور زکوٰۃ میں کمال اتصال

سوال۔ قرآن حکیم میں نماز اور زکوٰۃ کا ساتھ ساتھ

Marfat.com

ذکر آیا ہے جہاں اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فرمایا کہ نماز پڑھو وہاں ہی اٰتُوا الزَّکٰوۃَ بھی فرمایا کہ زکوٰۃ بھی دو۔ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اس طرح قرآن کریم میں ۳۲ مقام پر نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ اے موسیٰ! نماز اور زکوٰۃ دونوں توام ہیں یعنی جڑواں اور ملے ہوئے ہیں۔ ایک کو دوسرے کے بغیر ہرگز قبول نہیں کروں گا۔

(شرح شرعۃ الاسلام صفحہ ۱۷۵)

پس نماز کی قبولیت کے لیے اغنیاء پر ضروری ہے کہ زکوٰۃ ادا کریں اور زکوٰۃ کی قبولیت کے لیے لازمی ہے کہ نماز پڑھیں۔ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اسی شدتِ اتصال اور تعلق کا اظہار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت کیا جب کہ منکرینِ زکوٰۃ نے زکوٰۃ کا انکار کیا تو آپ نے فرمایا۔

وَاللّٰہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ

اللہ کی قسم میں اس سے ضرور جہاد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے۔

کہ نماز کو فرض کہے اور زکوٰۃ کا انکار کرے۔ نماز کا مُقر ہو اور زکوٰۃ کا منکر۔ وہ ضرور قابلِ جہاد ہے۔ کیونکہ اس نے نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کی۔

زکوٰۃ نہ دینے والے پر عذاب اور وعید

سوال۔ زکوٰۃ نہ دینے پر جو عذاب اور وعید ہے وہ بھی بیان فرمائیں؟

جواب۔ قرآن کریم میں ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو کہ جس دن یہ سونا چاندی دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس سے ان کی پیشانیاں، کروٹیں اور پشتیں داغی جائیں گی۔ ان سے کہا جائے گا یہ وہ جمع کردہ دولت ہے جس کو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا۔ اب جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

(پ ۱۰ رکوع ۱۱)

حدیث شریف میں ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ نہیں دی گئی وہ قیامت کے روز زہریلے

Marfat.com

گنجے اژدھے کی شکل میں کر دیا جائے گا۔ زہر کی وجہ سے اس کے سر کے بال اڑ جائیں گے۔ اور اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے اس سانپ کو طوق بنا کر مالدار کے گلے میں ڈال دیا جائے گا وہ اس کی باچھیں پکڑ کر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں۔ تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ[1] (پوری آیت یہ ہے) بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ط (پ۴ رکوع ۹) گمان نہ کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال میں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کو دیا کہ یہ مال جمع کرنا ان کے لیے بہتر ہے بلکہ ان کے لیے شر ہے قریب ہے جس مال میں انہوں نے بخل کیا ہے (زکوٰۃ نہیں دی) وہ مال قیامت کے دن ان کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا۔

اس زکوٰۃ کے مال کو جلدی اپنے مال سے جدا کر دیں اور غرباء کو پہنچائیں۔ ورنہ یہ مال تمہارے مال میں ملا رہا تو تمہارے مال میں ہلاکت اور تباہی کو لائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

مَا خَالَطَتِ الزَّکٰوۃُ مَالًا قَطُّ اِلَّا اَهْلَکَتْهُ[2]۔ زکوٰۃ کا پیسہ مال میں ملا ہوا نہیں رہے گا مگر اس کو بھی ہلاک کر دے گا۔

---

[1] بخاری شریف۔ ۱۲ [2] مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ الفصل الثالث۔ ۱۲

Marfat.com

زکوٰۃ کے فائدے

سوال۔ زکوٰۃ کے کیا فائدے ہیں؟

جواب۔ غربار کا بھی فائدہ ہے اور زکوٰۃ دینے والے کا بھی۔ زکوٰۃ دینے والے کو ایک عظیم فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ مخلوق اور خالق دونوں کا محبوب ہو جاتا ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کا مال کم نہیں ہوتا۔ جو دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جگہ میں اور مال رکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝

(پ ۲۲ رکوع ۱۱) ترجمہ: جو کچھ تم نے خرچ کیا اللہ اس کی جگہ اور مال رکھ دے گا وہ بہتر رزق پہنچانے والا ہے۔

بلکہ جتنا دیا ہے اس سے بہت ہی زیادہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ (پ ۳ رکوع ۴) ترجمہ: جو اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اس کی مثال ایک دانہ کی سی ہے کہ جس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بال میں سو سو دانہ ہو اور جس کو چاہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ کئی گنا عطا فرمائے وہ وسعت والا اور علم والا ہے۔

پس یقین رکھو کہ زکوٰۃ دینے والے کے مال میں کسی طرح کمی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کو بدلہ دے گا اور بہت دے گا۔ خدا کے وعدوں پر ایمان کامل رکھو۔ خوش دلی اور فراخدلی کے ساتھ زکوٰۃ دو۔ حدیث شریف میں ہے۔

مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ [1] (کہ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، حالانکہ بظاہر کمی

---

[1] مشکوٰۃ

Marfat.com

ہو رہی ہے مگر حقیقت میں مال بڑھ رہا ہے۔ پس ظاہر کو نہ دیکھو جس طرح معافی میں بظاہر ذلت ہے مگر حقیقت میں عزت۔ تواضع میں پستی ہے مگر حقیقت میں رفعت و بلندی ہے۔ پھر ظاہری کمی سے نہ ڈرو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا۔

اَنْفِقْ یَا بِلَالُ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا [1] اے بلالؓ خرچ کر اور صاحب عرش سے مت ڈر کہ وہ کم کر دے گا خدا پر قوی اعتماد اور بھروسہ رکھ۔

تیسرا فائدہ حرص و بخل سے طہارت اور تزکیہ حاصل ہوتا ہے۔ بخل اور حرص جس میں ہو لوگوں کو اس سے نفرت اور کراہت پیدا ہوتی ہے۔ حضرت بشیر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بخیل کے دیکھنے اور ملنے سے ہی قلب کو تکلیف ہوتی ہے۔ لہٰذا زکوٰۃ سے انسان میں اس مکروہ وصف کا ازالہ ہوتا ہے۔ عطا و بخشش کا محبوب وصف اس میں پیدا ہوتا ہے۔ بخل کی ذلت سے نجات ملتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس نے زکوٰۃ ادا کی وہ بخیل نہیں۔

فائدہ نمبر ۴۔ لوگوں پر احسان کرنا اللہ تعالیٰ کے قرب و معیت کا ذریعہ ہے۔ قرآن کریم میں ہے اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ (پ۲۱ رکوع ۲) کہ اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ محسن کو اللہ تعالےٰ کی معیت خاصہ حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ نمبر ۵۔ اللہ تعالیٰ زکوٰۃ دینے والوں کی حاجت روائی فرمائے گا اور قیامت کی سخت تکالیف کو اس سے دُور فرمائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بندہ کی حاجت روائی کرے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرے گا [2]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے جو کوئی کسی کے کرب اور تکلیف کو دُور کرے گا اللہ تعالےٰ اس سے قیامت کے کرب اور تکلیف کو دُور فرمائے گا [3] پس غرباء کی حاجت روائی میں اپنی حاجت روائی ہے۔ اور ان کی تکالیف کے ازالہ

---

[1] اشعۃ اللمعات جلد دوم صفحہ ۵۱۔ [2] بخاری مسلم ۱۲ [3] مشکوٰۃ کتاب الحلم فصل اوّل

Marfat.com

میں اپنی تکالیف کا ازالہ ہے۔

فائدہ نمبر ۶۔ غرباء اور کمزوروں کی دعائیں لینا یہ ہزار درجہ بہتر ہے زکوٰۃ نہ دے کر ان کا حق اپنے پاس رکھنے سے کہ یہ نفرت اور کراہت کا باعث ہے۔ جب کہ زکوٰۃ کا دینا قبولیت اور محبوبیت کے مقام پر پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ خدا کی مدد اور رحمت کمزوروں اور ضعیفوں کی خدمت اور امداد سے حاصل ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ [1] تم کو اللہ کی مدد اور رزق ضعیفوں کی برکت اور ان کی دعاؤں کے سبب پہنچتا ہے۔

[1] مشکوٰۃ باب فضل الفقراء فصل اول

Marfat.com

فرضیتِ زکوٰۃ اور اسکے شرائط

سوال۔ زکوٰۃ کن پر فرض ہے اور اس کی شرطیں کیا ہیں؟

جواب۔ مسلمان، عاقل، بالغ آزاد پر فرض ہے جو نصاب کا بملکِ تمام مالک ہو اور اس مال پر ایک سال بھی گزر جائے اور ایسے قرض سے بھی فارغ ہو کہ جس کا مطالبہ کسی بندہ کی طرف سے ہو اور یہ مال حاجتِ اصلیہ سے بھی زائد ہو تو ان شرائط کے ساتھ زکوٰۃ واجب ہوگی اب ان قیدوں کا فائدہ معلوم کریں یہ شرائط کل دس ہیں۔ تفصیل یہ ہے۔

شرطِ اول اسلام لہذا ہر انسان پر مسلمان ہو جانے کے بعد سے زکوٰۃ لازم آئے گی۔ اس سے پہلے زمانہ کفر کی زکوٰۃ اس پر لازم نہیں ہوگی کیونکہ وہ کفر کی حالت میں تھا۔ کافر پر زکوٰۃ نہیں مسلمان ہونے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی۔ زکوٰۃ عبادت ہے اور عبادت مسلمان پر ہے کافر پر نہیں۔

شرطِ دوم بلوغ نابالغ بچہ کے مال پر زکوٰۃ لازم نہیں، جب بالغ ہوگا تو وقتِ بلوغ سے زکوٰۃ کے سال کی ابتدا ہوگی۔ لیکن وقتِ بلوغ سے مجنون ہی تھا تو اب اس کے مال کی ابتداء ہوش میں آنے کے وقت سے ہوگی۔[1]

شرطِ سوئم عقل مجنون پر زکوٰۃ نہیں بشرطیکہ پورا سال جنوں میں گزرا۔ اور اگر شروع اور آخر سال میں افاقہ ہو جاتا ہے تو زکوٰۃ لازم ہوگی۔ اور اگر دورانِ سال میں کبھی کبھی افاقہ ہو جاتا ہے تو اس میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک زکوٰۃ واجب ہے اور بعض کے نزدیک نہیں۔[2]

---

[1] عالمگیری ۱/۱۸۲ - [2] طحطاوی صفحہ ۳۸۶ -

Marfat.com

چوتھی شرط آزاد ہونا شرعی عبد یعنی غلام پر زکوٰۃ نہیں۔

پانچویں شرط نصاب ہے نصاب سے کم مال میں زکوٰۃ نہیں اگر زکوٰۃ دے دی اور بعد میں مالکِ نصاب ہوگیا تو یہ زکوٰۃ میں شمار نہ ہوگا۔ نصاب مال کی اس شرعی مقدار کو کہتے ہیں جس میں زکوٰۃ فرض ہوتی ہے جس کا بیان آگے آتا ہے۔ اگر اس مقدار سے مال کم ہے تو زکوٰۃ فرض نہیں۔

چھٹی شرط ملکِ تام تام ملک جب ہوگی کہ ملک کے ساتھ قبضہ بھی ہو۔ رہن رکھی ہوئی چیز پر زکوٰۃ نہیں کیونکہ راہن کا اس پر قبضہ نہیں اور مرتہن پر بھی زکوٰۃ نہیں کیونکہ وہ اس کا مالک نہیں جب رہن کو چھڑا لیا جائے گا تو اب راہن اس کا مالک بملکِ تام ہوگا۔ اب سے حولانِ حول یعنی ایک سال گزرنے کے بعد اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔ اسی طرح اس مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں جس کو خریدار نے خریدا مگر قبضہ سال گزرنے کے بعد کیا تو بائع اور مشتری کسی پر زکوٰۃ نہیں کیونکہ خریدار کا قبضہ نہ ہونے کے سبب خریدار اس کا بملکِ تام مالک نہیں ہوا اور بائع اس کو بیچ چکا، بیچنے کے سبب وہ اس کا مالک نہیں رہا۔ یہی حال اس مال کا ہے جو دریا میں گر گیا یا جنگل میں دفن کیا اور جگہ یاد نہیں رہی یا قرضدار نے قرض کی ادائیگی سے انکار کر دیا اور قرض خواہ کے پاس کوئی گواہ بھی نہیں۔ ان سب صورتوں میں قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے مالک بملکِ تام نہیں ہوگا۔ لہٰذا سالہا سال گزرنے کے بعد اگر یہ مال مل بھی جائے تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔ البتہ ملنے کے وقت سے زکوٰۃ کا سال شروع ہوگا۔ اسی طرح غصب شدہ مال کا حال ہے جس پر گواہ نہیں یا کسی ناواقف شخص کے پاس امانت رکھی اور یاد نہیں رہا کہ کس کو دیا تو بھی زکوٰۃ نہیں[1]

ساتویں شرط حولانِ حول یعنی ایک سال گزر جانا بھی شرط ہے سال سے قمری سال مراد ہے[2]

---

[1] ہدایہ، درمختار، شامی۔ [2] عالمگیری صفحہ ۱۸۶۔

لہٰذا ایک سال سے قبل زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے قمری سال یعنی بارہ مہینہ گزر جانا بھی ضروری ہے اسی طرح مال کا مالک کی ملک میں رہنا بھی ضروری ہے۔ اگر بیچ میں بالکل مال نہ رہا تو زکوٰۃ نہیں ہاں اول آخر یعنی اگر شروع اور آخر سال میں نصاب کامل ہے مگر درمیان میں کچھ کمی ہوگئی تھی تو زکوٰۃ فرض ہے۔ اور اگر بقدر نصاب درمیان میں قرض ہوگیا تو یہ بھی مثل ہلاک ہونے کے ہے اور بیچ میں مال ہلاک ہونے سے زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی لہٰذا اس میں بھی زکوٰۃ نہیں ہوگی [1]

آٹھویں شرط فراغ عن الدین ہے

یعنی نصاب کا اس قرض سے فارغ ہونا ہے جس کا مطالبہ کسی بندہ کی جانب سے ہو خواہ بحقِ عبد ہو جیسے اس کے ذمہ قرض یا خرید کی ہوئی چیزوں کی قیمت کا مطالبہ ہو یا کسی چیز کا تاوان دینا ہو یا کفیل ہوگیا ہو کفالت میں روپیہ دینا ہے یا اللہ کی طرف سے اس کے ذمہ رقم ادا کرنے کا مطالبہ ہو مثلاً زکوٰۃ کا روپیہ اس کے ذمہ ہے تو اگر ان رقموں کے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتا تو زکوٰۃ لازم نہیں۔ ہاں نذر، قربانی، حج، کفارات اور صدقہ عید الفطر کی رقوم اس کے ذمہ ہیں ان کو علیحدہ کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتا تو مانع زکوٰۃ نہیں کیونکہ ان رقوم کے مطالبہ کا بندوں کو حق نہیں اگرچہ قیامت میں اس کا مطالبہ ہوگا۔ اسی طرح اگر مہر کا مطالبہ عورت کی طرف سے ہو یا نفقۂ زوجہ منجانب حاکم مقرر ہوا ہو یا آپس کی رضامندی سے لازم کرلیا گیا ہو تو یہ رقوم دین ہوں گی۔ ان رقوم کو منہا کرکے اگر نصاب باقی نہیں رہتا تو زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی مگر مہر مؤجل جس کا عادۃً عورت کی طرف سے مطالبہ نہیں ہوتا یہ قرض ایسا ہے کہ مانع زکوٰۃ نہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ قرض زکوٰۃ میں مانع ہوتا ہے مگر عشر اور خراج میں نہیں۔ قرضدار کو بھی عشر اور خراج دینا اس پر لازم ہے [2]

نویں شرط مال کا حاجتِ اصلیہ سے زائد ہونا ہے

حاجتِ اصلیہ میں سکونت کا امکان، گرمی سردی

---

[1] درمختار ۱۲۔ [2] عالمگیری صفحہ ۱۸۳ درمختار ۱۲

کے کپڑے، پیشہ وروں کے اوزار اور مشینیں، خانہ داری کا سامان، سواری کا جانور یا موٹر، اہلِ علم کے حق میں کتابیں، روزمرہ کا خرچ، زینت کے برتن بشرطیکہ چاندی سونے کے نہ ہوں تو ان سب کی قیمت اگرچہ نصاب کو پہنچ جائے ان پر زکوٰۃ نہیں[1] اگر کوئی چیز حاجتِ اصلی میں سے نہ ہو جیسے غیر عالم کے لیے کتابیں کہ اس کے لیے زائد ہیں یا عالم کے پاس ایک کتاب کے دو تین زائد نسخے ہیں۔ ایسی کتابوں کی قیمت نصاب یعنی دوسو درہم کو پہنچ جائے تو ایسی صورت میں زکوٰۃ تو اس پر واجب نہیں مگر کسی دوسرے کی زکوٰۃ لینا بھی اس کو جائز نہیں، یہی حکم گھر کی فالتو اور زائد چیزوں کا ہے کہ اگر حاجتِ اصلی سے زائد ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں، مگر اس کو زکوٰۃ لینا بھی جائز نہیں اگرچہ اس کے گھر میں فاقے ہو رہے ہوں۔ اس پر لازم ہے اول گھر کا زائد اور فالتو سامان بیچے اور اس سے اپنا کام نکالے جب یہ زائد چیز نکل گئی صرف حاجتِ اصلیہ کی چیزیں باقی رہ گئیں۔ تو اب زکوٰۃ لینا جائز ہوگا۔

کس قدر سخت ضرورت اور حاجت کے وقت میں زکوٰۃ لینا روا رکھا گیا ہے مسلمان کو دوسرے کے مال میں طمع سے کتنا دور رکھا گیا غور کریں وہ لوگ جو طمع اور حرص میں مسلمانوں کے اموال لوٹتے ہیں وہ کس قدر گناہ گار ہوں گے۔

دسویں شرط نصاب کا نامی ہونا ہے

نامی کے معنی ہیں بڑھنے والا۔ مال کا بڑھنا یا تو فعلِ تجارت سے ہوگا یا افزائشِ نسل کے لیے جنگلوں میں جانوروں کو چرنے کے لیے چھوڑ دینے سے ہوگا یعنی جنگل میں وہ آزادی کے ساتھ رہیں اور ان کی نسل بڑھے ترقی اور بڑھنے کے لیے یہ دو فعل مؤثر ہیں لہٰذا مالِ تجارت اور چرنے والے جانوروں میں زکوٰۃ لازم ہوگی جس کا بیان تفصیل سے آگے آتا ہے یا وہ چیز خلقی طور پر نامی ہو (بڑھنے اور ترقی کرنے کے لیے پیدا کی گئی ہو) اس کو مالِ نامی خلقی کہتے ہیں۔ جیسے سونا چاندی اگرچہ تجارت کے لیے نہ ہو بلکہ گھر میں پہننے اور رکھنے کے لیے ہو جب بھی زکوٰۃ لازم ہوگی کیونکہ یہ خلقی طور پر نامی ہے۔ بہر حال خلقی ہو یا فعلی مال کا

---

[1] عالمگیری صفحہ ۱۸۲۔

Marfat.com

نامی ہونا شرط ہے [1]

مال نامی تین قسم کا ہے۔ (۱) سونا چاندی (۲) مالِ تجارت اور (۳) سائمہ یعنی چرنے والے جانور لہٰذا زکوٰۃ ان تینوں مالوں کے سوا کسی اور میں نہیں۔ مگر سونے چاندی میں استنما یعنی نمو اور ترقی حاصل کرنے کی جب ہی صلاحیت ہو گی کہ وہ اس کے یا اس کے نائب کے قبضہ میں ہو لہٰذا وہ مال جو زیرِ زمین دفن ہے اور جگہ معلوم نہ رہی تو اس کی نمو اور ترقی معدوم ہو گئی لہٰذا نامی نہ رہنے کے سبب اس مال میں زکوٰۃ نہیں رہی۔ اسی حکم میں وہ قرض اور مال مغصوب ہے۔ جس پر کوئی گواہ نہیں۔ [2]

مال تجارت پر زکوٰۃ ہے لیکن مالِ تجارت، تجارت کا مال اس وقت بنے گا جب بوقت خرید تجارت کی نیت ہو اور وہ مال کے بدلے میں ہو لہٰذا صدقہ، ہبہ، میراث اور وصیت کا مال کہ اس میں سرے سے مال کا بدلہ ہی نہیں ہے۔ اور مہر، بدل خلع، قتل عمد کی صلح میں مال کہ اس میں مال کے بدلے میں مال نہیں ہے لہٰذا یہ مالِ تجارت نہیں کہلائے گا اگرچہ اس میں ان مالوں کے ہاتھ میں آنے کے وقت تجارت کی نیت بھی کر لی جائے تب بھی یہ مالِ تجارت نہ بنے گا۔ [3]

اگر قرض پر عادل گواہ موجود ہیں قرضدار نے کئی سال کے بعد یہ مال قرض خواہ کو دیا تو گزشتہ زمانہ کی زکوٰۃ دینی ہو گی۔ کیونکہ اس زمانہ میں مال معدوم نہیں سمجھا جائے گا بوجہ گواہ موجود ہونے کے، نمو اور ترقی کا امکان بھی ختم نہیں ہوا لہٰذا مال نامی ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ ہاں قرضدار بھاگ گیا جس کو طلب نہیں کر سکتے یا مال گم ہو گیا جس کا پتہ نہیں اگر وہ مال مل گیا تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ نہیں کیونکہ نمو اور ترقی اور انتفاع اس سے ناممکن ہو گیا تھا اس لیے نامی کے حکم میں نہیں رہا۔

شرائط صحتِ ادا

سوال۔ وہ شرائط تو معلوم ہو گئے جن کے بعد زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے مگر وجوب کے بعد ادائیگی صحیح طریق پر ہو اس کے لیے کیا شرائط ہیں وہ بھی بیان فرمائیں؟

---

[1] [2] عالمگیری صفحہ ۱۸۶ ، [3] عالمگیری

Marfat.com

جواب۔ اس کے لیے دو شرطیں ہیں۔ اوّل نیت، دوم تملیک

پہلی شرط نیت

سوال۔ نیت کا مطلب کیا ہے؟

جواب۔ نیت کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے کے وقت اللہ کے حکم کی اطاعت اور اس کی خوشنودی اور رضا کا ارادہ ہو جس میں یہ شرط ہے کہ یہ نیت زکوٰۃ دینے کے وقت ہو اگر بغیر نیت زکوٰۃ دی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور اگر دینے کے وقت تو بھول گیا نیت نہ کی تو اتنی گنجائش ہے کہ جب تک دیا ہوا مال فقیر کے ہاتھ میں ہے اس نے اسے صرف نہیں کیا تو اب بھی یہ نیت کر سکتا ہے کہ یہ مال میں نے اس کو زکوٰۃ کا دیا ہے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

اور اگر خود مالک نے نہ دیا بلکہ کسی کو وکیل کر کے اس کے ہاتھ سے دلوایا تو وکیل کو دینے کے وقت یہ نیت کر لے کہ زکوٰۃ دینے کے ارادے سے اس وکیل کو یہ مال سپرد کر رہا ہوں پھر چاہے وکیل فقراء کو دیتے وقت نیت زکوٰۃ نہ کرے زکوٰۃ ادا ہو گئی کیونکہ اصل میں نیت مالک کی معتبر ہے اور وہ موجود ہے۔

اگر مال زکوٰۃ علیحدہ رکھنے کے وقت نیت ہو، پھر اگر فقیر کو زکوٰۃ دینے کے وقت نیت نہ ہو تو حرج نہیں زکوٰۃ ادا ہو گئی کیونکہ علیحدگی کے وقت جو نیت کر لی تھی وہ کافی ہے، لیکن صرف جدا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی جب تک کہ فقیر کے ہاتھ میں نہ پہنچے۔

اگر مالک مر گیا تو یہ مال جدا شدہ زکوٰۃ کا شمار نہ ہوگا بلکہ میراث ہوگا۔ ہاں زکوٰۃ وصول کرنے والے کے ہاتھ میں پہنچ کر یہ مال ضائع ہو گیا تو میراث نہ ہوگا۔ اس کا ہاتھ فقیر کے ہاتھ کے مثل ہے گویا فقیر کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔

جب نیت کا اعتبار ہے تو زبان سے کچھ ہی کہے زکوٰۃ ہی ادا ہوگی۔ اگر عیدی کا نام کر کے دیا یا قرض کہہ کر یا انعام کہہ کر غریب کو دیا، ہر صورت میں زکوٰۃ ادا ہو گی کیونکہ مالک کی نیت زکوٰۃ کی ہے خواہ نام کچھ ہی رکھ کر دے۔ بعض دفعہ لینے والے کو زکوٰۃ کے نام سے شرمندگی ہوتی ہے۔ اس صورت میں شرمندگی نہ ہوگی یہ شرط نہیں ہے کہ فقیر کو بھی اس کا علم ہو کہ یہ زکوٰۃ ہے اور اس کو زکوٰۃ کے نام سے دیا جائے یہ کہہ کر کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ ہے یہ کہنا

Marfat.com

ضروری نہیں۔

دُوسری شرط تملیک ہے

سوال۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ جو مال زکوٰۃ میں دینا چاہتے ہو اس کا کسی غریب کو مالک بنانا ضروری ہے بغیر اس کے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ مثلاً اس نے زکوٰۃ سے کھانا خرید کر غریبوں کو کھلا دیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ کھانا کھلانے میں کھانا مباح کیا ہے اس کھانے کا مالک نہیں بنایا ہے فرق یہ ہے کہ مباح کرنے میں صرف کھانا ہی جائز ہے اور کوئی تصرف جائز نہیں حتیٰ کہ اس میں سے دوسرے شخص کو بھی کھانے کے لیے نہیں دے سکتا۔ اور اگر مالک بنا دیا جائے تو اس کو ہر قسم کے تصرف کا حق حاصل ہوگا خود کھا بھی سکتا ہے اور دوسروں کو دے بھی سکتا ہے۔ غرضیکہ اباحت اور تملیک میں یہی فرق ہے کہ اباحت میں جس چیز کو جس کام کے لیے دیا ہے وہی کام جائز ہو گا تملیک میں کل تصرفات جائز ہیں خود بھی کھا سکتا ہے دوسرے کو بھی دے سکتا ہے، بیچ بھی سکتا ہے، اسے تمام حقوقِ ملکیت حاصل ہو جاتے ہیں۔

پس زکوٰۃ میں مال کا مالک بنانا ضروری ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کسی نفع کا مالک بنایا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ مثلاً پچاس ۵۰ روپیہ زکوٰۃ کے دینے ہیں تو بجائے رقم دینے کے پچاس ۵۰ روپیہ ماہوار کے اپنے کرایہ کے مکان میں آباد کر دیا اور کرایہ معاف کیا۔ اس نفع کو زکوٰۃ میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ کسی مال کا مالک بنانا ضروری ہے۔ یہاں نفع کا مالک بنایا مال کا نہیں لہٰذا زکوٰۃ نہیں ادا ہوئی۔

اسی طرح قرض سے بری کرنا بھی زکوٰۃ میں محسوب نہ ہوگا۔ مثلاً ایک غریب کسی مالدار کا پچاس روپیہ کا قرضدار تھا اس نے پچاس روپے معاف کر دیئے اور کہا بسلسلۂ زکوٰۃ معاف کیے دیتا ہوں تو بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی جب تک کہ نقد مال کا مالک نہ بنائے[1]

جب مال کا مالک بنانا ضروری ہے تو ظاہر ہے زکوٰۃ کا روپیہ کفن میں، مسجد اور مدرسہ

---

[1] درمختار ۱۲

Marfat.com

کی تعمیر میں بھی نہیں صرف کیا جا سکتا . کیونکہ نہ مردہ مالک ہو سکتا ہے اور نہ مسجد، مدرسہ، ہاں اس کے لیے یہ صورت ہو سکتی ہے کہ کسی غریب کو زکوٰۃ کی رقم کا مالک بنا کر اس سے کہا جائے کہ تم اپنی طرف سے کفن یا مسجد اور مدرسہ میں یہ روپیہ لگا دو دونوں کو ثواب ہوگا [1]

مالک بنانے میں یہ شرط ہے کہ لینے والا اتنی عقل رکھتا ہو کہ قبضہ کو جانے دھوکہ نہ کھائے چھوٹے بچہ کو اگر زکوٰۃ دی کہ وہ قبضہ کو جانتا ہو. پھینک نہیں دیتا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اگر بہت ہی چھوٹا بچہ ہے تو ضروری ہے کہ اس کی طرف سے اس کا باپ یا ولی یا کوئی عزیز یا کوئی شخص ہو جو اس کے ساتھ ہو تو وہ قبضہ کرے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی [2]

---

[1] درمختار ۔ ۱۲ [2] شامی ۲/۳ ۔ ۱۲

اقسام زکوٰۃ

سوال۔ زکوٰۃ کن مالوں میں ہے؟

جواب۔ جو شرائطِ زکوٰۃ اُوپر لکھے گئے ہیں جن میں حولانِ حول یعنی ایک سال مال پر گزرنا اور نصاب کی بھی شرط ہے کہ معین مقدار پر زکوٰۃ ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان شرائط مذکورہ کے معیار پر تو فقط تین ہی مالوں پر زکوٰۃ ہے۔ سونے چاندی پر، مالِ تجارت پر، اور جنگل میں چرنے والے جانوروں پر۔ لہٰذا اس بنا پر زکوٰۃ کے مال کی صرف تین ہی قسمیں ہوئیں۔ مگر کتابوں میں پھلوں اور زراعت کی بھی زکوٰۃ لکھی ہے۔ مگر اس میں شرائطِ زکوٰۃ ملحوظ نہیں اور نہ نصاب کی قید۔ جتنا پیدا ہو خواہ تھوڑا ہو یا بہت عشر واجب ہے۔ اس میں حولانِ حول یعنی ایک سال گزرنے کی بھی قید نہیں۔ بلکہ کھیتی وغیرہ جب پک کر کٹے اسی وقت عشر نکالا جائے گا۔ اگرچہ ایک سال میں چند بار اس زمین میں زراعت ہوئی ہو ہر بار عشر واجب ہوگا ان کے علاوہ کچھ اور بھی محصول ہے مثلاً کان اور دفینوں سب کا بیان آگے مفصل آتا ہے۔ زکوٰۃ کی تین قسموں سے اول سونے چاندی کا حال لکھا جاتا ہے۔

سونے چاندی کی زکوٰۃ سونے چاندی پر زکوٰۃ فرض ہے خواہ سونا چاندی اینٹوں کی شکل میں ہو یا زیوروں کی شکل میں یا برتنوں کی صورت میں خواہ وہ زیور یا برتن استعمال کیے جاتے ہوں یا رکھے ہوئے ہوں یا ان سے بنے ہوئے سنہری روپہلی گوٹے ٹھپے ہوں جس صورت میں بھی سونا چاندی موجود ہو اس پر زکوٰۃ ہے۔

بعض یہ کہتے ہیں کہ پہننے اور استعمال کے زیور پر زکوٰۃ نہیں۔ یہ غلط ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں دو عورتیں حاضر ہوئیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کیا تم اسے پسند کرتی ہو کہ اللہ تم کو آگ کے کنگن پہنائے؟ انہوں نے عرض کیا

Marfat.com

ہے جب تک چالیس نہ بن جائیں ایک درہم اور نہیں بڑھے گا۔

سوال۔ اگر سونے چاندی میں کھوٹ ملا ہوا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ کھوٹ پر اگر سونا یا چاندی غالب ہے یا برابر ہے تو سونے یا چاندی کا حکم ہے سب پر زکوٰۃ ہے اور اگر کھوٹ غالب ہے اور چاندی یا سونا علیحدہ کیا جائے تو وہ سونا چاندی خود لنصاب ہے یا دوسرے مال سے مل کر بقدرِ لنصاب ہے تو اس پر زکوٰۃ ہے۔

سوال۔ اگر کسی زیور وغیرہ میں سونا یا چاندی ملا ہوا ہے تو زکوٰۃ سونے کی دیں یا چاندی کی؟

جواب۔ جو غالب ہو اس کی زکوٰۃ دو اگر سونا چاندی برابر ہے تو یہ دیکھو کہ سونا خود بقدرِ لنصاب ہے یا چاندی سے مل کر لنصاب بن جاتا ہے تو دونوں صورتوں میں اس پر سونے کی زکوٰۃ ہے۔ اسی طرح چاندی کو دیکھو کہ وہ غالب ہے تو چاندی کا حکم ہے اور اگر سونے کی قیمت چاندی سے زیادہ ہے تو پھر کل سونے کے حکم میں ہے، سونے کی زکوٰۃ دی جائے گی[1]

سوال۔ اگر سونا اور چاندی کا لنصاب پورا ہے تو کس طرح زکوٰۃ دیں؟

جواب۔ ہر ایک لنصاب کی علیحدہ زکوٰۃ دو ضروری نہیں ہے کہ سونے کو چاندی اور چاندی کو سونا بنا کر زکوٰۃ دو۔ اور اگر دونوں لنصابوں کی زکوٰۃ ایک ہی چیز سے دینا ہے تو قیمت لگا کر زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔

سوال۔ آپ نے سونے اور چاندی، روپیہ اور اشرفی پر زکوٰۃ فرض بیان کی ہے لیکن کسی کے پاس روپیہ اور اشرفی کی جگہ تانبے وغیرہ کے پیسے یا کاغذ کے رائج الوقت نوٹ ہیں تو کیا اس پر بھی زکوٰۃ ہے؟

جواب۔ جی ہاں اس پر بھی زکوٰۃ ہے بشرطیکہ یہ چاندی یا سونے کے لنصاب کی قیمت کے ہوں تو پھر یہ بھی چاندی اور سونے کے قائم مقام ہیں۔ اس وقت تک جب تک

---

[1] شامی ۱۲

Marfat.com

کہ یہ رائج ہیں اصطلاحی ثمن کہلاتے ہیں۔ ان کا ثمن ہونا مقید ہے رواج تک۔ چاندی اور سونا خلقی اور پیدائشی ثمن ہے اس کی ثمنیت (ثمن ہونا) ہمیشہ باقی رہنے والی ہے اور وہ عارضی ہے رائج الوقت جب تک ہے اس پر زکوٰۃ ہے۔

سوال۔ کیا موتی اور دیگر جواہرات پر بھی زکوٰۃ ہے؟

جواب۔ نہیں! یہ آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ چاندی اور سونے کے سوا کسی چیز پر زکوٰۃ نہیں۔ ہاں اگر موتی وغیرہ تجارت کے لیے ہیں تو پھر زکوٰۃ ہے۔ اسی طرح کرایہ کے مکان، شامیانے اور دیگوں پر بھی زکوٰۃ نہیں۔ موٹروں اور گھوڑوں پر بھی زکوٰۃ نہیں۔ البتہ ان چیزوں سے جو کرایہ وغیرہ حاصل ہو گا۔ اس کرایہ پر جب سال بھر گزر جائے گا اور وہ بقدر النصاب ہے تو اس پر زکوٰۃ ہو گی۔ دیگوں اور شامیانوں پر زکوٰۃ نہیں جب تک کہ تجارت کے لیے نہ ہوں۔

Marfat.com

زکوٰۃ دین (قرض)

سوال: یہ بیان تو نقدی کی زکوٰۃ کا ہوا، لیکن جو روپیہ ہمارے پاس نہیں ہے دوسرے کے پاس اودھار یا قرض ہے تو کیا اس پر بھی زکوٰۃ ہے؟

جواب: جی ہاں اس پر بھی زکوٰۃ ہے مگر کچھ تفصیل ہے اس کو سنیئے۔ جو رقم کسی کے ذمہ ہو اس کو دین کہتے ہیں۔ دین کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) دینِ قوی (۲) دینِ متوسط (۳) دینِ ضعیف۔

دینِ قوی دینِ قوی وہ ہے کہ جو بسلسلۂ قرض کسی کے ذمہ ہو یا تجارت کا مال بیچ دیا وہ اودھار کسی کے ذمہ ہو یا کوئی زمین یا مکان بہ نیتِ تجارت خرید کر کرایہ پر دے دیا تو یہ کرایا کسی کے ذمہ ہو۔ یہ سب دینِ قوی کہلاتے ہیں۔ ان کی زکوٰۃ کا یہ حکم ہے کہ ان پر ہر سال کی زکوٰۃ واجب ہوتی رہے گی، لیکن ادا کرنا جب لازم ہوگا جب آپ کے قبضہ میں خمس (دو سو درہم کا پانچواں حصہ آجائے۔ یعنی چالیس درہم آپ کو وصول ہو جائیں تو اُن کا چالیسواں حصہ ایک درہم آپ کو زکوٰۃ دینی ہوگی۔ اگر درہم دو درہم ملے تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں بلکہ انتالیس تک کوئی زکوٰۃ نہیں جب تک کہ پورے چالیس وصول نہ ہوں کیونکہ چالیس نصاب کا خمس ہے خمس پر زکوٰۃ ہے خمس سے کم پر معاف ہے اس لئے ہر چالیس پر زکوٰۃ ہوگی۔ اسّی وصول ہوئے تو دو ایک سو بیس وصول ہوئے تو تین، ایک سو ساٹھ وصول ہوئے تو چار دو۔ پورا نصاب دو سو وصول ہو گیا تو پانچ غرضیکہ دینِ قوی میں یہ ضروری نہیں کہ پورا نصاب ہی آپ کے قبضہ میں آئے تب زکوٰۃ دیں بلکہ پانچواں حصّہ نصاب کا مل گیا تو اس حساب سے بھی زکوٰۃ لازم ہوگی۔

یہ بھی یاد رکھیئے کہ جتنے برسوں کے بعد یہ مال آپ کو ملا ہے ان تمام گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ قبضہ کے بعد آپ کو دینی ہوگی اور یہ رقم زکوٰۃ اسی قرض اور دَین میں سے نکالی جانی شمار ہوگی اور جتنی رقم زکوٰۃ کی دی ہے۔ اس کی کمی اس میں محسوب ہو کر باقی میں سے زکوٰۃ نکلتی رہے گی۔ مثلاً تین سو درہم کسی نے قرض لئے اور پانچ سال کے بعد صرف چالیس درہم

Marfat.com

واپس کئے جو نصاب یعنی دو سو درہم کا پانچواں حصہ ہے۔ تو جب اس میں سے پہلے سال کی زکوٰۃ ایک درہم کو نکالا تو ایک کی کمی ہو گئی تو دوسرے سال کے نصاب میں چالیس سے اسکو منہا کر دو تو انتالیس رہ گئے۔ یہ خمس سے کم رہ گیا اسلئے اسمیں زکوٰۃ نہیں۔ اسی طرح باقی سالوں کی بھی خمس سے کم رہ جانے کے سبب زکوٰۃ نہیں۔ پس سوائے ایک سال کے باقی کی زکوٰۃ نہیں اور اگر تین سو میں سے بقدر نصاب دو سو درہم پانچ سال کے بعد وصول ہوئے تو زکوٰۃ اس طرح دینی ہوگی کہ پہلے سال کے پانچ درہم دے دوسرے سال اس کمی کے بعد ایک سو پچانوے رہے اس میں پینتیس ۳۵ معاف جو خمس سے کم ہیں اس کے بعد ایک سو ساٹھ رہے جس میں ہر چالیس کے حساب سے چار درہم دینے واجب ہوئے پھر چار درہم کم ہو جانے کے بعد تیسرے سال میں ایک سو اکیانوے رہ گئے اس میں بھی چار مرتبہ چالیس ہیں اور اکتیس ۳۱ زائد ہیں۔ جو خمس سے کم ہیں لہٰذا یہاں بھی صرف چار چالیس (۱۶۰) پر چار درہم زکوٰۃ واجب ہوں گے۔

چار درہم نکلنے کے بعد چوتھے سال میں رقم ایک سو ستاسی (۱۸۷) رہی۔ اس میں بھی چار چالیس اور ستائیس (۲۷) زائد ہیں جو خمس سے کم ہیں لہٰذا اس میں زکوٰۃ معاف۔ چار چالیس میں صرف چار درہم لازم ہوں گے۔ پانچویں سال کل رقم ایک سو تراسی (۱۸۳) ہوگی۔ جس میں چار چالیس اور تئیس (۲۳) فالتو جو خمس یعنی چالیس سے کم ہونے کے سبب اس حصہ میں بھی زکوٰۃ معاف۔ صرف چار خمس یعنی چار چالیس (۱۶۰) پر چار درہم لازم ہوں گے۔ پس پہلے سال کے پانچ دوسرے سال کے چار تیسرے سال کے بھی چار، چوتھے کے بھی چار، پانچویں کے بھی چار، کل اکیس روپیہ زکوٰۃ دینے ہوں گے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے دو سو میں پانچ کے حساب سے پانچ سال کے پچیس روپے ہوئے مگر علم زکوٰۃ کے حساب سے اکیس ۲۱ ہوئے اور خمس یعنی چالیس میں ۵ سال کا ایک درہم ہوا۔

دَین متوسط

دین متوسط وہ ہے جو غیر تجارتی مال کا عوض اور بدل ہو۔ مثلاً آپ نے گھر کی کرسی یا چارپائی یا اور سامان بیچا۔ اس کی قیمت اور دام جو خریدار کے ذمہ باقی ہیں اس دَین کو دین متوسط کہتے ہیں اس میں بھی زکوٰۃ ہے۔ لیکن اس وقت آپ پر اس کی زکوٰۃ ادا کرنی لازم ہوگی جب آپ کے قبضہ میں بقدر نصاب پوری رقم آجائے

Marfat.com

اِس میں پانچواں حصہ ملنے پر زکوٰۃ نہیں۔ مثلاً تین سو درہم قرض میں سے جب دو سو درہم بقدر نصاب آپ کو وصول ہوں جب زکوٰۃ دینا لازم ہوگا خمس یعنی چالیس درہم وصول ہونے پر زکوٰۃ نہیں۔ دو سو درہم پانچ سال کے بعد وصول ہوئے تو گذشتہ پانچ سالوں کی زکوٰۃ اسی طرح سے دی جائے گی جیسا کہ دَینِ قوی میں اوپر بیان گذرا۔

چرائی کے جانور کی قیمت بھی دَینِ متوسط میں ہے جیسے کہ گھر کی خدمت کے لئے غلام کی قیمت۔[1]

دَینِ ضعیف دَینِ ضعیف وہ ہے جو غیر مال کا بدل ہو اس میں مہر، خلع کا بدل مکان اور دُکان کا کرایہ جو کسی کے ذمہ ہو کہ یہ بھی مال کا بدل نہیں، نفع مکان کا بدل ہے۔

اس میں گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں، جب قبضہ میں آجائے اور پورا سال گذر جائے تب زکوٰۃ لازم ہوگی، لیکن اس جنس کا نصاب پہلے سے موجود ہے جس کا سال تمام ہونے والا ہے تو یہ بھی اسی میں شامل کر دیا جائے گا۔ جُدا اس پر سال گذرنے کی ضرورت نہیں۔ پہلے نصاب کا سال تمام ہونے کے وقت اس کا سال بھی تمام ہو جائے گا۔ دَینِ ضعیف کا مال قبضہ سے پہلے قابلِ زکوٰۃ نہیں ہوتا قبضہ ہوتے کے بعد سال گذر جانے پر قابلِ زکوٰۃ ہوگا۔

سوال:۔ بے شک دَینِ ضعیف قبلِ قبضہ کے قابلِ زکوٰۃ نہیں، اور دَینِ قوی اور دَینِ متوسط قبل قبضہ بھی قابلِ زکوٰۃ ہے۔ لہٰذا وصول ہونے پر گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ ان میں ادا کرنی ہوگی۔ مگر کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ قوی اور ضعیف دَینوں میں بھی قبضہ سے پہلے مال قابلِ زکوٰۃ نہ ہے اور پچھلے سالوں کی زکوٰۃ ذمہ میں لازم نہ آئے؟

جواب:۔ جی ہاں! وہ یہ صورت ہے کہ قرضدار لاپتہ رہا ایسا گم ہوگیا کوئی صورت اس کے حاضر ہونے کی نہ رہی۔ یا قرض دار نے قرض کا انکار کر دیا اور گواہ بھی نہیں۔ تو ان

---

[1] فتاوی قاضی خاں صـ ۴۳۶

Marfat.com

صورتوں میں خوش قسمتی سے قرضداروں نے پانچ سال کے بعد مال واپس دے دیا تو اب گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ نہیں۔ آج سے پورا سال گذرنے کے بعد اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔ اگر بقدر نصاب ہے۔

سوال: کیا دَین کو زکوٰۃ میں دیا جاسکتا ہے اس کی صورت یہ ہو کہ قرضدار غریب ہے ہم بجائے زکوٰۃ کی رقم دینے کے قرض کی رقم جو اس کے ذمہ ہے اس کو معاف کر دیں اور اس رقم کو زکوٰۃ میں شمار کرلیں تو کیا اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب: دَین معاف کرنا زکوٰۃ میں شمار نہیں ہوگا لہٰذا اس طرح زکوٰۃ ادا نہ ہوگی ہاں اُسکو اپنی زکوٰۃ کا روپیہ دے دو تمہاری زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، پھر اس کو قرض میں وصول کرلو۔ قرضدار کے ذمہ سے قرض بھی ادا ہو جائے گا۔

سوال: قرض خواہ دین کی زکوٰۃ کے لئے وصیت کرے یا نہیں؟

جواب: نہیں! کیونکہ جب تک وصول نہ ہو، خود اس پر واجب الادا نہیں لہٰذا وصیت بھی نہ کرے۔

مال تجارت کی زکوٰۃ

سوال: مالِ تجارت کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے؟

جواب: یہ دیکھا جائے گا کہ کل مال کی قیمت کتنی ہے، اگر بقدرِ نصاب ہے۔ یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کی مقدار ہے تو سال گذر جانے پر زکوٰۃ ہے۔ اس طرح کہ ہر سو پر ڈھائی روپے نکالتے چلے جاؤ۔

یہ بھی شرط ہے کہ شروع سال میں بھی بقدار نصاب ہو، کم از کم چاندی کا نصاب دو سو درہم سے کم نہ ہو۔ قیمت اس جگہ کی شمار ہوگی۔ جہاں یہ مال ہے۔ اگر جنگل ہے تو اس کے قرب میں جو آبادی ہے اس جگہ کی قیمت مراد ہوگی۔ اور لکڑیاں وغیرہ میں جو جنگل میں کٹتی ہیں اور وہاں ہی بیچ دی جاتی ہیں۔ اگر لکڑیاں جنگل میں ہیں تو وہاں کی قیمت مراد ہوگی۔ اور شہر میں آگئی ہیں تو شہر میں جو قیمت ہے وہ مُراد ہوگی۔ پھر قیمت بھی وہ جو سال تمام ہونے کے دن ہوگی۔ غرضیکہ مالِ تجارت میں اعتبار قیمت کا ہے جو بھی اس دن قیمت ہو اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ تجارت میں اور زیادہ برکت دے گا۔ زکوٰۃ سے مال کم نہیں ہوگا۔

سوال: کیا موتی اور جواہرات میں زکوٰۃ ہے؟

جواب: اگر برائے تجارت ہیں تو زکوٰۃ ہے ورنہ نہیں[1]۔ کیونکہ آپ معلوم کر چکے ہیں کہ زکوٰۃ تجارت کے مال میں ہوتی ہے یا سونے اور چاندی یا چرنے والے جانوروں میں اگر تینوں میں سے کوئی بھی قسم نہیں ہے تو کسی چیز پر زکوٰۃ نہیں۔

سوال: تجارت کے لئے کوئی چیز کب بن سکتی ہے؟

جواب: جب کوئی چیز بہ نیتِ تجارت خرید کریں کہے کہ جو چیز میں خرید رہا ہوں وہ تجارت کے لئے ہے۔ اگر کوئی چیز گھر کے کام کے لئے مول لی پھر تجارت کی نیت کر لی تو تجارت کی نہ ہوگی۔

---

[1] در مختار ص۳۰

نیت دو قسم کی ہے صراحۃً یا دلالۃً صراحت تو یہ ہے کہ بوقتِ عقد نیت تجارت ہو اور دلالہ یہ ہے کہ کوئی معین شے تجارت کے سامان کے عوض خریدے یا تجارت کے مکان کو کرایہ پر معین اسباب کے عوض دے تو تجارت کے سامان کے بدلہ میں جو سامان آسکا وہ بلانیت تجارت کا ہوگا۔[1] لیکن مضارب کے لئے یہ شرط نہیں وہ جو بھی مال خریدے گا۔ بلانیت تجارت کا ہوگا۔

عشری اور خراجی زمین کی پیداوار میں تجارت کی نیت نہیں ہوسکتی تاکہ دو حق جمع نہ ہوں کہ خراجی اور عشری ہونے پر بھی زکوٰۃ ہو اور تجارت کے لحاظ سے بھی زکوٰۃ یہ نہیں ہوسکتا۔

سوال: کسی نے غلام یا کوئی اور چیز تین سو روپیہ کی خریدی کیا سال گذرنے پر اس پر زکوٰۃ ہے؟

جواب: اگر خدمت یا گھر کے کام کے لئے خریدا ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں اور اگر ان کو بہ نیتِ تجارت خریدا تو سال گذرنے کے بعد زکوٰۃ لازم آئے گی۔ بشرطیکہ قیمت بقدر نصاب ہو۔ اسی طرح گھر میں جو سامان ہے خواہ کسی قیمت کا ہو اس پر بھی زکوٰۃ نہیں اور اگر وُہی سامان تجارت کی نیت سے خرید کر لایا گیا ہے تو بقدرِ نصاب اگر اس کی قیمت ہے تو سال تمام ہونے پر زکوٰۃ ہے۔

سوال: دھوبی کے پاس صابن بقدرِ نصاب قیمت کا ہے اور رنگریز کے پاس رنگ بقدر نصاب ہے تو کیا ان پر زکوٰۃ ہے؟

جواب: دھوبی پر نہیں اور رنگریز پر ہے کیونکہ صابن فنا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ایسی چیز پر زکوٰۃ نہیں اور رنگ کپڑے پر باقی رہتا ہے۔ لہٰذا رنگ پر زکوٰۃ ہے۔ اسی طرح تل یا خشخاش نان بائی نے روٹی پر لگا کر بیچنے کے لئے منگا کر رکھے ہیں اگر ان کی قیمت بقدرِ نصاب ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ ہے۔ صابن کی اگر مستقل تجارت ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ ہے۔

سوال: عطر فروش کے ہاں عطر کی شیشیوں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: اگر چھوٹی شیشیاں ہیں جو عطر کے ساتھ فروخت ہوتی ہیں تو ان پر زکوٰۃ ہے

[1] درمختار ص۲۵ ج۲

اور اگر بڑے ظرف یا بڑی بوتل ہیں جس میں بھر کر گھر میں رکھتے ہیں نہ بیچتے نہیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں۔

سوال: ہبہ، صدقہ، اور وصیت کے مال ملنے کے وقت تجارت کی نیت کرسکتا ہے یا نہیں۔ اسی طرح مہر یا خلع یا قتل عمد میں صلح کا مال ملنے کے وقت بھی تجارت کی نیت ہوسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں! کیونکہ تجارت کسی مال کو کسی مال کے بدلہ میں لینے کا نام ہے اور جب تجارت مال کے بدلہ میں ہوتی ہے۔ یہاں ہبہ، صدقہ اور وصیت سرے سے کسی کا بدل نہیں اور مہر، خلع اور دمِ عمد میں صلح کا مال بھی بدل میں ہے۔ مگر مال کا بدل نہیں[1] اور تجارت کسی چیز کے اس نیت سے خریدنے کو کہتے ہیں کہ اس کو بیچ کر نفع حاصل کیا جائے۔ اور یہ تعریف مذکورہ بالا چیزوں پر کسی میں بھی صادق نہیں آتی۔ اس لئے کسی میں بھی تجارت کی نیت صحیح نہیں۔

---

[1] عالمگیری ص۱۸۴

زکوٰۃ سائمہ

سوال: سائمہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جنگل میں چرنے والے جانوروں کو سائمہ کہتے ہیں جو اس غرض سے چھوڑے جاتے ہوں کہ فربہ ہوں اور ان سے دودھ حاصل کیا جائے اور بچے لئے جائیں۔ اس سے مُراد اُونٹ، گائے، بھیڑ بکری وغیرہ ہیں۔ کیونکہ زکوٰۃ میں مال کا نامی ہونا شرط ہے۔ اور وہ جانوروں میں جنگلوں میں چرنے سے ہوتی ہے جیسے تجارتی مال میں تجارت سے مال میں نمو اور زیادتی ہوتی ہے۔ اسی طرح جنگلوں میں چرتے رہنے سے جانوروں میں نمو اور زیادتی ہوتی ہے چرنے کے لئے جانوروں کے چھوڑنے کو اِسَامَۃ کہتے ہیں۔ لہٰذا تجارت اور اسامت کے وقت نیّت شرط ہے[1]۔ اسامت سے نسل اور دودھ بڑھتا ہے۔

شہر میں گھاس کھلانے سے جانور سائمہ نہیں ہوتا ہے۔ جنگل میں چرنے اور کھانے سے ہوتا ہے اگر چھ مہینہ چرایا اور چھ مہینہ گھر میں رکھ کر چارہ کھلایا تو سائمہ کے حکم میں نہیں۔ ہاں اکثر[2] سال جنگل میں چرایا تو سائمہ کے حکم میں ہوگا۔

سوال: اگر تجارت کے جانوروں کو دودھ اور نسل کے لئے جنگل میں چرنے کے لئے چھوڑ دیا تو کیا یہ سائمہ کے حکم میں ہو جائیں گے یا نہیں؟

جواب: نہیں! مگر جبکہ چرنے کے لئے چھوڑنے کے وقت یہ نیت کر لی ہو کہ میں تجارت سے ان کو نکال کر سائمہ بناتا ہوں تو سائمہ ہو جائیں گے۔ جیسے کہ تجارت کے غلام سے برسوں خدمت لے تو وہ تجارت ہی کے رہیں گے مگر جب یہ نیت کر لے کہ میں تجارت سے نکال کر خدمت کے لئے مقرر کرتا ہوں[3]۔ تو خدمت کا غلام ہو جائے گا اس پر زکوٰۃ نہیں۔

سوال: کیا سائمہ ہونے میں یہ بھی شرط ہے کہ اپنی منفعت مقصود نہ ہو۔ مثلاً سواری لینا، ہل جوتنا وغیرہ بلکہ صرف دودھ بڑھانا، فربہ اور موٹا کرنا۔ بچہ لینا اور نسل حاصل کرنا مقصود ہو؟

جواب: جی ہاں یہ بھی ضروری ہے۔ اگر بوجھ لادنے یا ہل وغیرہ کے کام میں لایا

---

[1] عالمگیری ص۱۸۵ [2] تنویر الابصار [3] فتاویٰ قاضی خاں ص۲۲۵

Marfat.com

جاتا ہے اور چرنے کے لیے چھوڑ دیا تو یہ سائمہ کے حکم میں نہیں یعنی اس پر سائمہ کی زکوٰۃ نہیں اسی طرح گوشت کھانے کے لیے جنگل میں چھوڑ دیا تو بھی سائمہ نہیں تجارت کے جانوروں کو جنگل میں چھوڑ دیا تو یہ بھی سائمہ نہیں جیساکہ اُوپر معلوم ہُوا۔ یہ تجارت ہی کے رہیں گے[1] قیمت لگا کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ سائمہ کی طرح نہیں کہ سوائم میں جانور دینا پڑتا ہے اور یہاں نہیں۔

سوال: اگر سائمہ یعنی چرائی کے جانور درمیان سال فروخت کر کے دوسری چیز خرید لی تو کیا جانوروں کا سال ختم ہو گیا؟

جواب: جی ہاں ختم ہو گیا۔ اب از سرِ نو اس چیز پر سال شروع ہو گا جو بدل میں آئی ہے۔ اگر وہ قابلِ زکوٰۃ ہے تو اس پر زکوٰۃ ہے۔ مثلاً تجارت کی نیت سے مال تجارت کا لیا ہے تو سائمہ کا پہلا سال ختم ہو گیا اب تجارت کا سال وقتِ خرید سے شروع ہو گا یا بدلے میں نقد قیمت لی ہے تو اس کی زکوٰۃ اب سے سال گزرنے پر لازم ہو گی مگر کچھ نقدی پہلے سے بھی پاس موجود ہے اور اس کا سال ختم ہو رہا ہے تو اس قیمت کو بھی اسی میں ملا دیا جائے گا۔ اس پر پورا سال گزرنے کی ضرورت نہیں۔ پہلے نقدی کا سال تمام ہونے کے وقت مجموعہ کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اور اگر بدلہ میں اسی جنس کے دوسرے جانور خرید لیے تو بھی از سرِ نو ان کی زکوٰۃ کا سال شروع ہو گا پہلا سال ختم ہو گیا۔[2]

سوال: چرنے والے جانوروں میں کن کن میں زکوٰۃ ہے؟

جواب: صرف تین جانوروں میں ہے (۱) اُونٹ (۲) گائے (۳) بکری۔ ان کے علاوہ گھوڑے وغیرہ اور کسی جانور میں نہیں۔

سوال: بھینس کیا گائے کے حکم میں ہے؟

جواب: جی ہاں! بھینس گائے کے حکم میں ہے۔[3]

سوال: کیا دُنبہ اور بھیڑ میں بھی زکوٰۃ ہے؟

جواب: جی ہاں ہے کیونکہ یہ بکری کے حکم میں ہے۔[4] ان جانوروں میں سب سے پہلے اُونٹ کی زکوٰۃ کا بیان لکھا جاتا ہے۔

---

[1] درمختار صـ۱۳۴ [2] درمختار صـ۱۳۹ [3] عالمگیری [4] درمختار

Marfat.com

اُونٹ کی زکوٰۃ

سوال: اُونٹ کی زکوٰۃ کا بیان تفصیل سے لکھیں؟

جواب: جب اُونٹ تعداد میں پانچ ہو جائیں تو زکوٰۃ میں ایک بکری یا بکرا دیا جائیگا جس کی عمر پُورے ایک سال کی ہو اس سے کم نہ ہو۔ اسی طرح پچیس تک ہر پانچ پر ایک بکری دیتے چلے جائیے درمیان کی تعداد معاف ہے۔ مثلاً نو اُونٹ ہو گئے یہ زیادتی معاف ہے۔ پانچ اُونٹ پر جو بکری ہے اب بھی وہی ایک بکری رہے گی جب تک دس اُونٹ نہ ہو جائیں۔ دس ہو جانے کے بعد پھر دو بکریاں زکوٰۃ میں دی جائیں گی۔ اسی طرح ہر پانچ پر ایک بکری یہ سلسلہ پچیس تک رہے گا۔ جب پچیس اُونٹ ہو جائیں تو پھر بکرا نہیں بلکہ اُونٹ کا مادہ بچہ دیا جائے گا جو پُورے ایک سال کا ہو کر دوسرے سال میں لگا ہو، جس کو "بنت مخاض" کہتے ہیں پینتیس(۳۵) تک یہی دیا جائے گا۔ اب اگر اور زیادہ ہوئے تو چھتیس(۳۶) سے پینتالیس(۴۵) تک اُونٹ کا وہ مادہ بچہ دیا جائے گا جو پورے دو سال کا ہو کر تیسرے میں لگا ہو جس کو "بنت لبُون" کہتے ہیں۔ پھر چھیالیس سے ساٹھ تک وہ اونٹنی دی جائے گی جس کی عمر پُورے تین سال کی ہو اور چوتھے سال میں قدم رکھا ہو جس کا نام حِقّہ ہے پھر اکسٹھ(۶۱) سے پچھتر(۷۵) تک "جذعہ" یعنی پُورے چار سال کی اُونٹنی ہے۔ جو پانچویں سال میں لگی ہو۔ پھر چھہتر(۷۶) سے لیکر نوّے(۹۰) تک دو "بنت لبُون" پھر اکیانوّے(۹۱) سے ایک سَو بیس(۱۲۰) تک میں دو "حِقّہ" لازم ہوں گے۔

اس کے بعد اگر اُونٹوں میں اضافہ ہو تو پھر از سرِ نو زکوٰۃ کا پہلا حساب شروع کرو، یعنی ہر پانچ پر ایک بکری تو اس حساب سے ایک سو پچیس(۱۲۵) میں دو حِقّہ اور ایک بکری، ایک سوتیس(۱۳۰) پر دو "حِقّہ" اور دو بکری۔ ایک سو پینتیس(۱۳۵) میں دو حِقّہ اور تین بکری، ایک سَو چالیس(۱۴۰) میں دو حِقّہ اور چار بکری لازم ہوں گے پھر ایک سو پینتالیس(۱۴۵) میں دو حِقّہ اور ایک بنت لبُون پھر ایک سو پچاس(۱۵۰) میں تین حقّے دینے ہوں گے۔

اس سے زیادہ اضافہ ہو تو پھر از سرِ نو پہلا حساب شروع کرو۔ ہر پانچ میں ایک بکری۔

Marfat.com

مثلاً ایک سو پچاس (۱۵۰) میں پانچ کا اضافہ ہُوا تو ایک سو پچپن (۱۵۵) میں تین حقّے اور ایک بکری یہاں تک کہ اسی طرح پچیس (۲۵) اونٹوں کا اور اضافہ ہو گیا تو تین حقّے اور ایک "بنت مخاض" اور چھتیس (۳۶) میں تین حقّے اور ایک بنتِ لبُون، پھر ایک سو چھیانوے (۱۹۶) میں چار حقّے دو سو (۲۰۰) تک اور یہ بھی اختیار ہے کہ پانچ بنتِ لبُون دے دیں، پھر دو سو پر زیادہ ہوں تو وُہی طریقہ اختیار کریں جو ایک سو پچاس (۱۵۰) کے بعد ہے یعنی ہر پانچ میں ایک بکری اور پچیس میں "بنت مخاض" اور چھتیس (۳۶) میں "بنتِ لبُون" پھر دو سو چھیالیس (۲۴۶) سے دو سو پچاس (۲۵۰) تک پانچ حقّے۔ اسی طرح قیاس کرتے رہیئے۔

یہ بات بھی یاد رکھیئے کہ زکوٰۃ میں جہاں اُونٹ دینا ہے تو وہ نر نہ ہو مادہ ہو اگر نر ہو تو مادہ کی قیمت کا ہو۔

Marfat.com

گائے بھینس کی زکوٰۃ

سوال: گائے بھینس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں، اگر ہے تو کس حساب سے دی جائے گی؟

جواب:- جی ہاں زکوٰۃ ہے بشرطیکہ جنگل میں چرنے والے ہوں۔ جب تیس گائے یا بھینس ہو جائیں تو اس پر کامل ایک سال کا بچہ دیا جائے گا۔ نر مادہ کی قید نہیں، خواہ بچھڑا ہو یا بچھیا۔ لیکن اس عمر کا ہو جو کامل ایک سال کا ہو کر دوسرے میں لگا ہو، اس عمر والے بچہ کو "تبیع" کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ بچہ اپنی ماں کو نہیں چھوڑتا اس کے پیچھے رہتا ہے اس لئے تبیع کہتے ہیں۔ اور مادہ ہو تو "تبیعہ" کہتے ہیں۔ چالیس گائے پر ایک بچھڑا جو کامل دو سال کا ہو کر تیسرے سال میں لگا ہو جس کو "مُسن" کہتے ہیں اور بچھیا ہو تو "مُسنّہ" کہتے ہیں کیونکہ اس کے دودھ کے دانت اکھڑ کر نئے نکل آتے ہیں اس لئے اس کو مُسن کہتے ہیں۔

ساٹھ ہو جائیں تو دو تبیع یا تبیعہ دیئے جائیں گے۔ پھر ہر تیس میں ایک تبیع یا تبیعہ اور ہر چالیس میں ایک مُسن یا مُسنہ دینا لازم ہوگا اور اگر ایسے عدد تک تعداد پہنچ جائے جو تیس اور چالیس دونوں پر پورا تقسیم ہو تو اختیار ہے چاہے تیس کے حساب سے تبیع دو یا چالیس کے حساب سے مُسن دو، جیسے ایک سو بیس کہ چاہے اس میں چار تبیعہ دو یا چاہے تین مسنہ زکوٰۃ میں نکالو۔[1]

یہی بھینس کا بھی حکم ہے اگر تنہا ہو۔ اور اگر مخلوط ہیں تو گائے زیادہ ہوں تو بچھڑا اور بھینس زیادہ ہوں تو مادہ زکوٰۃ میں دیا جائے اور اگر برابر ہوں تو متوسط قیمت کا لے نہ ادنیٰ ہو نہ اعلیٰ۔ جنگلی گائے یا جنگلی بکریوں پر زکوٰۃ نہیں۔

---

[1] تنویر الابصار۔ درمختار۔

Marfat.com

بکریوں کی زکوٰۃ

سوال: کیا بکریوں پر زکوٰۃ ہے؟ اور ہے تو کس حساب سے؟

جواب: بکریوں پر زکوٰۃ ہے اس کا حساب یہ ہے کہ چالیس بکریوں پر ایک بکری ہے۔ نر ہو یا مادہ۔ پھر ایک سو اکیس میں دو بکریاں۔ دو سو ایک میں تین بکریاں۔ چار سو میں چار سو میں چار بکریاں لازم ہیں۔ چار سو سے زائد ہوں تو ہر سینکڑے پر ایک بکری ہے۔ الی غیر النہایۃ۔ اس طرح سلسلہ چلے گا، دو نصابوں کے درمیان جو ہے اس کی زکوٰۃ معاف ہے

سوال: بھیڑ دُنبے پر بھی زکوٰۃ ہے؟

جواب: جی ہاں ان پر بھی وُہی زکوٰۃ ہے جو بکریوں پر ہے، تنہا ہوں یا بکریوں سے مل کر تعداد پُوری ہو، چالیس پر زکوٰۃ ہے نصاب میں کمی ہو تو ایک دوسرے کو ملا کر نصاب پُورا کریں گے۔ جیسے تیس بکریاں ہیں اور دس بھیڑ تو ملا کر چالیس کا نصاب مکمل ہو جائے گا۔

سوال: زکوٰۃ میں جو بکرا بکری دیئے جاتے ہیں کیا اس میں عمر کی قید ہے؟

جواب: جی ہاں قید ہے۔ جو بکرا زکوٰۃ میں دیا جائے ایک سال سے کم عمر کا نہ ہو، کامل ایک سال کا ہو۔

سوال: ایک سال سے کم کے بچوں میں زکوٰۃ ہے؟

جواب: ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ مگر ہاں ان میں بڑے بھی ہیں تو ان کے ساتھ ان کو بھی شمار کر لیا جائے گا۔ اگرچہ ان میں ایک ہی بڑا ہو تو زکوٰۃ لازم ہے اور وہ بڑا ہی زکوٰۃ میں دیا جائے گا جو سال بھر کا ہے۔ اب باقی ماندہ بچوں میں سال کی ابتداء اُن کے بڑے ہونے کے دن سے شمار ہو گی۔[۱]

سوال: کیا گدھے، گھوڑے اور خچروں پر بھی زکوٰۃ ہے؟

جواب: نہیں! اگرچہ جنگل میں چرنے والے ہوں، ہاں تجارت کے ہوں گے تو زکوٰۃ ہوگی

---

[۱] درمختار۔ ۱۲

Marfat.com

سوال : اگر چرنے والے جانور یعنی سائمہ کو درمیان سال کے بیچ دیا یا ان کے بدلے میں دوسرا سامان لے لیا تو اب سال گذرنے کے بعد کیا زکوٰۃ ہے؟

جواب : ان کی زکوٰۃ نہیں! کیونکہ عین کے ساتھ زکوٰۃ متعلق ہوتی ہے جب وہ عین بدل گیا تو زکوٰۃ ختم ہو گئی۔ اب عوض پر از سر نو سال شروع ہوگا۔ ہاں اگر پہلے سے اس کے پاس نقدی ہے جس کا سال چل رہا ہے تو اس کی قیمت بھی اس میں شامل ہو جائے گی۔ پھر مزید اس پر سال گذرنے کی ضرورت نہیں۔ جو اس کا سال ہے وہ اس کا بھی سال شمار ہوگا۔[1] اگر بدلہ میں مالِ تجارت لیا ہے تو تجارت کی زکوٰۃ سال تمام ہونے پر نکلے گی اور جانور لئے ہیں تو سائمہ کی زکوٰۃ از سرِ نو شروع ہو گی۔

سوال : ظالم بادشاہِ اسلام نے جانوروں کی زکوٰۃ وصول کی یا کسی باغی نے، تو کیا حکم ہے؟

جواب : اگر صحیح مقام پر اس نے صرف کیا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی ورنہ اعادہ کیا جائے۔[2]

سوال : کئی آدمیوں کی مشترک بکریاں ہوں تو کیا ان پر زکوٰۃ ہے جبکہ تعدادِ نصاب مکمل ہے؟

جواب : ہر ایک کے حصہ کو دیکھا جائے گا اگر ایک کا حصہ بقدرِ نصاب نہیں ہے۔ اور دوسرے کا ہے تو جس کا بقدرِ نصاب حصہ ہوگا اس پر زکوٰۃ ہے۔ اور جس کا نہیں اس پر نہیں مثلاً ایک کی چالیس (۴۰) بکریاں ہیں اور دوسرے کی تیس (۳۰) ہیں تو تیس والے پر نہیں چالیس والے پر زکوٰۃ ہے۔ اور اگر ہر ایک کی چالیس چالیس بکریاں ہیں تو دونوں پر ایک ایک بکری لازم ہے اور اگر یہ اسّی (۸۰) بکریاں ایک ہی شخص کی ملک میں ہیں تو سب بکریوں پر ایک ہی بکری ہے تاوقتیکہ ایک سو اکیس تک نہ پہنچیں، پھر دو ہوں گی۔[3]

---

[1] شامی۔ ۱۲ [2] درمختار [3] عالمگیری

Marfat.com

عاشر

سوال: عاشر کسے کہتے ہیں؟

جواب: اس عامل کو کہتے ہیں جس کو بادشاہ اسلام نے راستہ میں اس لئے مقرر کردیا ہو کہ مسافروں سے تجارت کے مال پر صدقات وصول کرے جو وہاں سے مال لے کر گذریں اور اس کے پاس اتنی طاقت بھی ہو کہ چور، ڈاکوؤں سے مال کی حفاظت کرسکے۔ یہ بھی شرط ہے کہ مسلمان ہو، آزاد بھی ہو، غیر ہاشمی ہو کیونکہ اس میں شبہ زکوٰۃ ہے وہ ہاشمی کو جائز نہیں[1]

سوال: عاشر کے پاس سے مال لے کر گزرا اور عشر طلب کرنے کے وقت کہا کہ چند ماہ سے میرے پاس یہ مال ہے اس پر پورا سال نہیں گذرا ہے یا میرے ذمہ قرض ہے تو کیا اس کا قول مان لیا جائے گا؟

جواب: جی ہاں مان لیا جائے گا مگر قسم کے ساتھ کیونکہ وہ زکوٰۃ واجب ہونے کا انکار کر رہا ہے اور منکر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے[2]۔

سوال: اگر صاحب مال نے کہا کہ میں نے اس مال کی زکوٰۃ اپنے شہر میں ادا کر دی ہے تو کیا یہ قول مان لیا جائے گا؟

جواب: مال تجارت میں مان لیا جائے مگر سوائم میں نہیں۔

سوال: اس فرق کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اموال دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اموالِ ظاہرہ اور اموال باطنہ۔ اموالِ باطنہ میں سونا چاندی اور مالِ تجارت ہے۔ اور اموالِ ظاہرہ میں سوائم یعنی جنگل میں چرنے والے جانور۔ اموالِ باطنہ میں صاحب مال جب تک شہر میں ہے اس کے مال کی زکوٰۃ اس کی سپردگی اور اس کے اختیار میں دے دی گئی ہے۔ اور اموال ظاہرہ کی زکوٰۃ وصول کرنے کا حق صرف حاکم کو ہے۔ خواہ شہر میں ہو یا جنگل میں صاحب مال کو یہ حق نہیں پہنچا کہ وہ حاکم کے حق کو باطل کر دے اور خود شہر میں تقسیم

---

[1] درمختار۔ [2] ہدایہ

Marfat.com

کر دے۔ بلکہ شہر میں سے بھی حاکم ہی وصول کرے گا۔ بخلاف اموال باطنہ کے کہ اس کی ادائیگی مالک کو سونپ دی گئی ہے۔ وہ خود تقسیم کر دے۔ مگر جب وہ اپنے شہر سے نکل آیا اور اس کا مال عاشر کے سامنے پیش ہو گیا تو اب اموالِ باطنہ میں نہ رہا اموال ظاہرہ کے حکم میں ہو گیا لہٰذا سب میں زکوٰۃ وصول کرنے کا حق عاشر کو ہو گا کیونکہ یہ مال اس کی نگرانی میں آ گیا[1] بلکہ سوائم میں بعض کے نزدیک اصل زکوٰۃ یہی ہے جو عاشر وصول کرے۔ اور جو اپنی مرضی سے شہر میں تقسیم کیا وہ نفل ہو گا۔

سوائم اس لئے اموالِ ظاہرہ میں ہیں کہ کھلے ہوئے ظاہر طور پر جنگل میں پھرتے ہیں۔ ان کا حال مخفی نہیں۔ ہاں مخفی حال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ تفتیشِ مال نہ کرو۔ اگر اسکو کہیں متہم سمجھا جائے تو اس کے قول پر اکتفا کیا جائے قسم کے ساتھ[2] زیادہ کھود کھود کر نہ پوچھے۔

سوال:۔ کیا اس مال میں بھی بقدرِ نصاب ہونا ضروری ہے؟

جواب:۔ جی ہاں ضروری ہے۔ اگر حربی اور ذمی ہو کہ ان کے پاس بھی نصاب سے کم ہے تو ان سے بھی عشر نہ لیا جائے گا۔ مثلاً عاشر کے پاس سے حربی گذرا اس کے پاس پچاس درہم ہیں تو اس صورت میں اس سے کچھ نہ لیا جائے گا۔ ہاں حربیوں کے یہاں مسلمانوں سے اس جیسی کم رقم پر لیا جاتا ہے تو بدلہ اور مجازات کے طور پر ان سے بھی اتنی مقدار وصول کی جائے گی جتنی مقدار وہ تم سے وصول کرتے ہیں۔ اور اگر یہ معلوم ہو کہ مسلمانوں سے حربی ظلماً کل مال لے لیتے ہیں تو مسلمانوں کے عاشر کو چاہیئے کہ وہ ہرگز ایسا نہ کرے کہ ظلم میں اتباع نہیں[3] کیونکہ یہ ان کو لوٹنا اور تباہ کرنا ہے یہ بد عہدی ہے۔ اور اگر یہ معلوم ہو کہ مسلمان تاجروں سے وہ کچھ وصول نہیں کرتے ہیں تو تم کو بھی چاہیئے کہ تم بھی ان سے کچھ وصول نہ کرو کہ پاکیزہ اخلاق سے متصف ہونا اور فیاضانہ سلوک کرنا مسلمانوں کے لئے زیادہ مناسب اور ان کے شایانِ شان ہے[4]

---

[1] ہدایہ [2] ہدایہ۔ درمختار۔ [3] درمختار۔ [4] ہدایہ

Marfat.com

اگر کوئی شخص عاشر کے پاس سے گزرا اور اس کے پاس سو درہم ہیں وہ کہتا ہے کہ میرے پاس گھر میں سو درہم اس کے علاوہ اور بھی ہیں اور ان پر ایک سال بھی گذر چکا ہے تو عاشر کو چاہیئے کہ اس سے کسی رقم کی بھی زکوٰۃ نہ لے۔ جو اس کے پاس ہے اس پر تو اس لئے نہیں کہ قدرِ نصاب سے کم ہے اور جو گھر میں رکھے ہوئے ہیں وہ عاشر کی نگرانی اور حفاظت سے باہر ہیں

سوال:۔ جب عاشر دسواں، بیسواں اور چالیسواں حصہ وصول کرتا ہے۔ تو اس کو عاشر کیوں کہتے ہیں؟

جواب:۔ یہ تسمیۃ الشئ باسم بعض احوالہ یعنی یہ نام رکھنا چیز کا بعض حالات کی بنا پر ہے[۱]۔ کیونکہ عشر یعنی دسواں حصہ جس سے لیا جاتا ہے وہ حربی ہوتا ہے اور حربی کی جان و مال کی حفاظت میں زیادہ اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا اس کی اہمیت کے پیشِ نظر عشر سے مشتق کر کے اس کو عاشر کہا گیا تاکہ یہ معلوم ہو کہ غیر مسلم کی جان و مال کی حفاظت کا اسلام میں کس قدر اہتمام ہے۔

سوال:۔ عشر کے بارہ میں ایک حدیث ابوداؤد سے مروی ہے۔ لَا یَدْخُلُ صَاحِبُ مَکْسٍ اَلْجَنَّۃَ یعنی عشر لینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا اور عاشر عشر لینے ہی کیلئے ہوتا ہے؟

جواب:۔ اس سے مراد ظالم عاشر ہے یعنی عشر میں ظلم خصوصاً غیر مسلمان سمجھ کر یا ظلم کے بدلہ میں ظلم کرنا ہرگز روا نہیں۔ حتیٰ کہ حربیوں کے یہاں مسلمانوں کا پورا مال ظلماً چھین لیا جاتا ہے تو تم کو عشر کے نام پر حربی پر ظلم کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ تم بھی ظلم کرو اور اس کے مال کا استیصال کرو کیونکہ ظلم میں کسی کا اتباع نہیں۔ ہاں جتنی محدود رقم شریعت نے مقرر کر دی ہے اتنی ہی رقم وصول کر سکتے ہو زیادہ ظلم ہے[۲]۔ ظالم عاشر کا داخلہ جنت میں ممنوع ہے۔

---

[۱] ہدایہ [۲] درمختار۔ [۳] درمختار

زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ

سوال :- کیا زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ ہے ؟

جواب :- جی ہاں ہے اس کا نام عشر ہے یعنی پیداوار کا دسواں حصہ دینا لازم ہے۔

سوال :- زمین کی کن کن پیداوار پر عُشر ہے ؟

جواب :- زمین کی تمام پیداوار پر عُشر ہے خواہ وہ میوہ اور پھل فروٹ ہوں یا ترکاری، غلہ اور روئی وغیرہ ہوں، مثلاً گیہوں، جو، باجرہ، چاول، گنّے، پھول، خربوزہ، آم، امرود، ککڑی اور بینگن وغیرہ تمام پیداوار میں سے دسواں حصہ راہِ خُدا میں دیا جائے گا۔ اس میں یہ بھی قید نہیں ہے کہ نصاب کے موافق ہو یا پُورا سال گذر جائے، کم ہو یا زیادہ، سال میں ایک بار پیداوار ہو یا متعدد بار، جب بھی پیدا ہو کل پیداوار میں سے دسواں حصّہ زکوٰۃ دینا فرض ہے خواہ بچہ اور مجنون ہی کی زمین ہو یا وقف کی زمین ہو۔ زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ ہے۔ ہر اس چیز پر جس کی پیداوار مقصود ہو۔ پس لکڑی اور گھاس وغیرہ پر عشر نہیں۔ ہاں گھاس اگر مقصود ہے اس کی زراعت کی ہے تو اس پر بھی عشر ہے۔ جنگل یا پہاڑ کے پھل یا شہد اگر جمع کئے ہیں تو ان پر بھی عشر ہے بشرطیکہ اس کی حفاظت کی جاتی ہو یعنی بادشاہِ اسلام حربیوں، باغیوں اور ڈاکوؤں سے اس کی حفاظت کرتا ہو۔ قرضدار پر بھی عشر ہے۔ قرضدار سے عشر مُعاف نہیں۔

سوال :- کس پانی کی پیداوار پر عشر ہے ؟

جواب :- جو ندی نالوں یا بارش کے پانی سے پیدا ہوں ان پر دسواں حصّہ ہے اور جو ڈول وغیرہ سے کھینچ کر سینچا جائے اس کی پیداوار پر بیسواں حصّہ ہے، محنت کی زیادتی کی وجہ سے[1]

---

[1] درمختار، عالمگیری

Marfat.com

جب تک عشر ادا نہ کر دے یا عشر نکال کر علیحدہ نہ کر دے اس وقت تک اس میں سے کچھ نہ کھائے[1] یہاں تک کہ غیر کو بھی نہ کھلائے۔

سوال:۔ اگر پانی خرید کر آبپاشی کی جائے تو اس پانی کی پیداوار پر بھی بیسواں حصہ ہے یا دسواں حصہ؟

جواب:۔ اس پانی کی پیداوار پر بیسواں حصہ ہے[2]۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہر کے پانی سے جو پیداوار ہوتی ہے، اس پر بھی بیسواں حصہ زکوٰۃ کا دیا جائے گا۔ کیونکہ نہر کا پانی بھی حکومت سے خریدا جاتا ہے۔ اسی طرح سے حکومت کے لگائے ہوئے ٹیوب ویل کے پانی سے جو پیداوار ہو گی۔ اس پر بیسواں حصہ زکوٰۃ کا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس پانی پر بھی حکومت نہر کے پانی کی طرح سے قیمت وصول کرتی ہے اور عوام کے لگائے ہوئے ٹیوب ویل میں بجلی وغیرہ کا خرچہ پڑتا ہے۔ اس لئے قیاس چاہتا ہے کہ اسکی پیداوار پر بھی بیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جانا چاہیئے۔

---

[1] عالمگیری صـ۱۹۹ [2] درمختار

Marfat.com

زکوٰۃ کے مصارف

سوال:۔ زکوٰۃ اور عشر وغیرہ کے مصارف بیان فرمائیں کہ زکوٰۃ کس کس کو دیجائے؟ اور زکوٰۃ کے کون لوگ مستحق ہیں؟

جواب:۔ اِس کے مصارف سات ہیں (۱) فقیر (۲) مسکین (۳) عامل (۴) رقاب (۵) غارم (۶) فی سبیل اللہ (۷) ابن السبیل۔

فقیر فقیر وُہ ہے کہ اس کے پاس کچھ مال ہو لیکن اتنا روپیہ پیسہ نہیں جو نصاب کے قابل ہو، نہ گھر میں اتنی چیزیں ہیں کہ جن کی قیمت بقدر نصاب ہو[۱]۔ یا قیمت بقدر نصاب ہے مگر سب چیزیں حاجت اصلیہ میں داخل ہیں۔ مثلاً ضروری کتابیں ہیں پہننے کے کپڑے، رہنے کا گھر ہے، کام کاج کے ضروری آلات وغیرہ ہیں۔ کوئی زائد چیز اس کے پاس نہیں کہ جس کی قیمت نصاب کو پہنچے ایسا شخص فقیر کہلاتا ہے۔ زکوٰۃ کا مستحق ہے اگر ایسا شخص عالم بھی ہو تو اس کی خدمت میں اور بھی زیادہ فضیلت ہے[۲]۔

مسکین مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ بھی مال نہ ہو۔ قرآن کریم میں ہے — اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ (مٹی والا مسکین جو خاک پر پڑا ہُوا ہے) مٹی جو اس پر پڑی ہے وُہی اس کی چادر ہے اور وُہی اس کا بستره ہے ایسے شخص کو زکوٰۃ دے کر ثواب حاصل کرو۔ اس شخص کو سوال کرنا بھی جائز ہے اور فقیر کو نہیں کیونکہ اسکے پاس کچھ مال ہے گو نصاب کے قابل نہیں ہے۔ مگر جس کے پاس اتنا بھی مال ہے کہ ایک دن کی خوراک کے لئے کافی ہے تو اس کو سوال کرنا حلال نہیں[۳]۔

عامل عامل کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے اگرچہ وہ غنی ہو۔ عامل وہ شخص ہے جس کو بادشاہ اسلام نے عشر اور زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ چونکہ یہ اپنا وقت اس کام میں لگاتا ہے۔ لہٰذا اس عامل کو اپنے عمل کی اُجرت بھی ملنا ضروری ہے تاکہ اس کے اخراجات کے لئے بدرجۂ متوسط کافی ہو، مگر اُجرت

---

[۱] ذ۔ صـــ ۳۹۲ [۲] عالمگیری صـــ ۱۹۹ [۳] عالمگیری

جمع کردہ رقوم کے نصف سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے۔ اگر مال عامل کے ہاتھ میں ضائع ہو جائے تو زکوٰۃ ادا کرنے والوں کی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ اگر عامل سید ہے۔ تو زکوٰۃ کے مال سے اسکو اُجرت نہ دی جائے گی۔ ہاں اُجرت غیر سید فقیر کو دے کر اُسکو دی جائے تو جائز ہے۔ مگر غنی عامل کو اسی زکوٰۃ کے مال سے اُجرت دینا جائز ہے اس لئے کہ ہاشمی کا شرف غنی کے رُتبہ سے زیادہ ہے قرابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے۔ عامل کے حکم میں ساعی اور عاشر بھی ہے۔ ساعی وہ شخص ہے جو چوپاؤں کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مقرر کیا جائے۔ اور عاشر وہ ہے جو سڑکوں پر عشر وغیرہ لینے کے لئے معین کیا جائے[1]

رقاب مکاتب

وُہ غلام جو مال معین ادا کرنے کی شرط پر آزاد کیا گیا ہو اگرچہ وہ غنی کا غلام ہو یا خود اس کے پاس نصاب سے زائد ہو۔ تو ایسے غلام کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ مگر یہ غلام کسی سید کا نہ ہو کہ اسکو زکوٰۃ دینا جائز نہیں کیونکہ من وجہ (یعنی ایک لحاظ سے) یہ مالک کی ملک میں ہے۔ اور مالک سید ہے۔ تو یہ سید ہی کو زکوٰۃ پہنچے گی۔ اور اس کو جائز نہیں۔

غارم یعنی قرضدار

قرضدار کو بھی زکوٰۃ دینا جائز ہے بشرطیکہ قرض سے زائد کوئی رقم بقدرِ نصاب اس کے پاس نہ ہو۔ یا کوئی مال حاجت اصلیہ سے فاضل اس کے پاس ایسا نہ ہو کہ جس کی قیمت نصاب کی مقدار کو پہنچے[2] تو ایسے قرضدار کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ یہ بھی شرط ہے کہ قرضدار سید نہ ہو کہ ذریت یعنی آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے سبب کسی حال میں سید کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں کیونکہ یہ مال کا میل کچیل ہے۔ لہٰذا اس کی اپنے پاس سے خدمت کرو۔ قرضدار کو دینا فقیر کے دینے سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس کو زیادہ احتیاج ہے[3]

قرضدار کا مال دوسروں پر ہے۔ مگر ان سے لینا ممکن نہیں تو ایسے قرضدار

۱؎ درمختار ۲؎ نور الایضاح صـ۳۹۲ ۳؎ عالمگیر صـ۲۰۰

Marfat.com

کو بھی زکوٰۃ لینا جائز ہے[1]۔ مثلاً جس پر قرض ہے وہ غائب ہے یا وہ مفلس ہے یا وہ منکر ہے۔ اگرچہ اس کے گواہ بھی ہوں یا مہر مؤجل، عورت کو یقین ہے کہ طلب کروں گی تو شوہر نہیں دے گا تو ان سب صورتوں میں قرضدار کو زکوٰۃ لینا جائز ہے[2]۔

فی سبیل اللہ فی سبیل اللہ میں وہ شخص داخل ہے جو جہاد سے بوجہ غربت پیچھے رہ گیا ہو، اسکو سواری یا زادِ راہ کے لئے زکوٰۃ دینا جائز ہے غریب حاجی کو حج کے لئے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ البتہ اس کو سوال کرنا جائز نہیں۔ غریب طالب علم کو خرچہ کے لئے یا کتابوں کے لئے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ مگر مالک بنانا ضروری ہے[3]۔ پس اگر کوئی وقف یا وصیت فی سبیل اللہ کی کرے تو یہ مندرجہ بالا لوگ مراد ہوں گے[4]۔

ابن سبیل یعنی مسافر مسافر کے پاس سفر میں مال نہ رہا تو بقدرِ حاجت زکوٰۃ لے سکتا ہے اگرچہ وہ غنی ہو۔ مگر حاجت سے زیادہ نہیں لے سکتا اور بہتر ہے کہ قرض کے طور پر لے لے۔

زکوٰۃ ان ساری قسموں میں سے سب کو دے یا کسی ایک کو دے ہر طرح جائز ہے۔

سوال:۔ کیا مسجد، پل اور مدرسہ بنانے میں زکوٰۃ کا روپیہ صرف کیا جا سکتا ہے؟

جواب:۔ نہیں! اس لئے کہ زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ مذکورہ بالا سات قسموں میں سے کسی شخص کو مالک بنایا جائے۔ اور مسجد وغیرہ بنانے میں تملیک ان سات شخصوں میں سے کسی کی بھی نہیں ہوئی۔ ہاں کسی غریب کو مالک بنا دیا جائے اور پھر وہ اپنی طرف سے مسجد میں زکوٰۃ کا روپیہ لگا دے تو جائز ہے۔

سوال:۔ کفن میں کیا زکوٰۃ کا روپیہ لگانا جائز ہے؟

جواب:۔ نہیں! کیونکہ زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے اور مردہ کفن کا مالک ہو نہیں سکتا لہٰذا زکوٰۃ ادا نہ ہوئی[5]۔

سوال:۔ کیا مردہ کا قرض زکوٰۃ سے ادا کر سکتے ہیں؟

---

[1] عالمگیری ص۱۹۹ [2] درمختار ص۷۶ [3] درمختار [4] درمختار [5] درمختار

جواب:۔ نہیں کر سکتے۔ جب کہ زندہ قرضدار کا قرضہ بھی بغیر اس کے مالک بنائے اس کی طرف سے نہیں ادا کر سکتے کیونکہ اس میں تملیک نہیں ہوتی۔ لہٰذا قرضدار کو دیئے بغیر بالا بالا ہی قرض خواہ کو ادا کر دیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی۔

سوال:۔ کیا ایک فقیر کو بقدرِ نصاب زکوٰۃ دینا جائز ہے؟

جواب:۔ جائز ہے مگر مکروہ ہے کہ ایک شخص کو دو سو درہم یا اس سے زائد رقم زکوٰۃ میں دی جائے۔ مگر قرضدار کا قرض نصاب کی مقدار یا اس سے زائد ہے تو اسکو اتنی رقم دینا جائز ہے یا زکوٰۃ لینے والا تنگ دست عیال دار ہے اگر وہ رقم سب بچوں پر تقسیم ہو تو ہر ایک کے حصہ میں نصاب سے کم پہنچے تو ایسے شخص کو دو سو درہم سے زائد زکوٰۃ کی رقم بیک وقت دے سکتے ہیں۔[۱]

سوال:۔ کیا زکوٰۃ ماں باپ کو دے سکتے ہیں؟

جواب:۔ نہیں! کیونکہ اپنے اصل اور فرع کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں مثلاً ماں باپ، نانا نانی، دادا دادی، نواسہ نواسی، بیٹا بیٹی، پوتا پوتی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

سوال:۔ کیا عورت اور شوہر ایک دوسرے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب:۔ نہیں! شوہر بیوی کو، بیوی شوہر کو زکوٰۃ کی رقم نہیں دے سکتے۔

سوال:۔ اگر کسی کے پاس ضرورت کے سوا اسباب ہے جس کی قیمت دو سو درہم ہے اور وہ مال تجارت کا بھی نہیں مثلاً گھر کا فالتو کاٹ کباڑ حاجتِ اصلیہ سے زائد ہے یا کتاب کے چند زائد نسخے ہیں جن کی قیمت دو سو درہم سے زائد ہے مگر روپیہ پیسہ نہیں ہے تو کیا ایسے شخص کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟

جواب:۔ ہرگز نہیں[۲] گو اس پر زکوٰۃ نہیں مگر بقدرِ نصاب مالیت کا زائد سامان ہے تو زکوٰۃ بھی نہیں لے سکتا۔ مگر شرط ہے کہ یہ سامان حاجتِ اصلیہ سے زائد ہو، تو اس کو فروخت کر کے اوّل کام میں لانا ضروری ہے جب یہ بھی نہ ہو تو زکوٰۃ کے لئے ہاتھ پھیلائے۔ ہمارے مذہب میں کس قدر غیرت کا سبق دیا گیا ہے۔

---

[۱] در مختار۔ [۲] عالمگیری [۳] فتاویٰ

Marfat.com

سوال:۔ اگر کسی کے پاس دکان، مکان یا زمین کئی ہزار کی قیمتی ہے مگر اس کی آمدنی اس کو اور اس کے بچوں کو کافی نہیں تو کیا یہ شخص زکوٰۃ لے سکتا ہے!

جواب:۔ جی ہاں لے سکتا ہے اگرچہ حاجت سے زائد بہت بڑا مکان ہے۔[1]

سوال:۔ جس کے پاس کھانے کے لئے سال بھر کا غلہ ہو تو زکوٰۃ لے سکتا ہے؟

جواب:۔ جی ہاں لے سکتا ہے۔

سوال:۔ غنی شخص کی محتاج بیوی یا بالغ محتاج اولاد کو یا اس کے محتاج باپ کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب:۔ جی ہاں دے سکتے ہیں! مگر غنی کے نابالغ بچوں کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

سوال:۔ ایک شخص کے بارہ میں شک ہے کہ مستحق زکوٰۃ ہے یا نہیں اور اس کو زکوٰۃ دے دی تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اگر غالب گمان کے بعد زکوٰۃ دی کہ یہ مستحق ہے تو زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ اگرچہ واقع میں وہ غیر مستحق ہو۔ اور اگر بغیر تحری یعنی سوچے سمجھے بغیر زکوٰۃ دی اور بعد میں ثابت ہوا کہ وہ غیر مستحق تھا تو زکوٰۃ نہیں ادا ہوئی۔[2]

سوال:۔ زکوٰۃ کن لوگوں کو دینا افضل ہے؟

جواب:۔ اگر بہن بھائی غریب ہوں تو پہلے ان کا حق ہے پھر ان کی اولاد کا۔ پھر چچا اور پھپھیوں کا پھر ان کی اولاد کا، پھر ماموں اور خالاؤں کا، پھر ان کی اولاد کا۔ پھر ذوی الارحام کا، پھر پڑوسیوں کا، پھر اپنے اہل پیشہ کا، پھر اپنے اہل شہر کا، شہر سے وہ شہر مراد ہے۔ جہاں اس کا مال ہے

سوال:۔ کیا غنی عورت کے چھوٹے بچے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں جس کا باپ نہ ہو؟

جواب:۔ دے سکتے ہیں کیونکہ بچہ غنی باپ کی طرف سے غنی شمار ہوتا ہے ماں کی طرف سے نہیں۔[3]

سوال:۔ کیا ذمی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

---

[1] عالمگیری ص۲۰۱ [2] عالمگیری ص۲۰۱ ۔ [3] درمختار

Marfat.com

جواب:- نہیں! نہ صرف زکوٰۃ بلکہ تمام واجبات مثل نذر، کفارات، صدقہ عیدالفطر اور عشر میں سے بھی کچھ نہ دیا جائے[1]۔ ہاں صدقہ نذر دے سکتے ہیں۔

سوال:- فقیر کو کس قدر دیا جائے؟

جواب:- بہتر ہے کہ اتنا دیا جائے کہ اس روز سوال کی ضرورت نہ رہے۔ ایک درہم کو متفرق طور پر تھوڑا تھوڑا دینے سے بہتر ہے کہ ایک ہی شخص کو زیادہ مقدار میں دے کر سوال سے بے نیاز کر دیا جائے۔ عطاء قلیل کی قرآن کریم نے بھی مذمت کی ہے۔ فرمایا، اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی وَاَعْطٰی قَلِیْلًا وَّ اَکْدٰی[2]

سوال:- دوسرے شہر میں زکوٰۃ کا روپیہ بھیجنا کیسا ہے؟

جواب:- مکروہ ہے۔ لیکن دوسرے شہر میں یہاں سے کوئی زیادہ حاجت مند ہے یا زیادہ متقی عالم اور متورع انسان یا تعلیمی سلسلہ میں وہاں بھیجنا مسلمانوں کے لئے زیادہ مفید اور نافع ہے تو مکروہ نہیں بلکہ اولیٰ ہے[3]۔ یا کسی غریب عزیز رشتہ دار کو بھیجا ہے تو ان سب صورتوں میں دوسرے شہر میں بھیجنا جائز ہے۔ اور اگر سال تمام ہونے سے پہلے بھیجتا ہے تو پھر کسی قید کی ضرورت نہیں ہر صورت جائز ہے[4]۔

لے درمختار ؎ طحطاوی صـ۳۹۳ ؎ مراقی الفلاح صـ۳۹۴ ؎ عالمگیری و درمختار

صدقہ فطر

سوال :- صدقہ فطر کس پر واجب ہے ؟

جواب :- ہر مسلمان، آزاد، مالک نصاب پر واجب ہے لہٰذا بچہ اور مجنون پر بھی واجب ہے کیونکہ بالغ عاقل ہونا شرط نہیں۔ پس اگر نابالغ یا مجنون مالک نصاب ہے تو ان کا ولی ان کے مال سے ادا کرے۔ اگر ادا نہ کیا تو بالغ ہونے یا مجنون کے جنون کے زائل ہونے کے بعد یہ خود ادا کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ فطر کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں، روزہ دار، غیر روزہ دار، نابالغ بچہ اور مجنون ہر ایک پر واجب ہے مگر شرط یہ ہے کہ مالک نصاب ہوں، کس نصاب کے مالک ہوں اس کی تفصیل سن لیجئے۔

سوال :- نصاب کس کو کہتے ہیں ؟

نصاب جواب :- مال کی معین مقدار کو نصاب کہتے ہیں مختلف احکام کے لئے مختلف مقداریں ہیں اس لحاظ سے نصاب تین قسم کا ہوا۔

(۱) ایک وہ نصاب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے وہ چاندی، سونا اور مال تجارت ہے ایک سال گذرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی جس کا مفصل بیان اوپر گزرا۔ گھر میں سامان کتنی ہی مالیت کا ہو اس پر زکوٰۃ نہیں صرف نقدی اور مال تجارت پر ہے۔

(۲) دوسرا نصاب گھر کے سامان کی مالیت پر ہے۔ دَین (قرض) اور حاجت اصلیہ سے اگر اتنا زائد اور فاضل سامان ہے کہ اس کی قیمت بقدر نصاب ہو جاتی ہے تو اگرچہ اس کے پاس چاندی سونا یا مال تجارت نہ ہو، مگر عیدالفطر کی صبح طلوع فجر کے وقت اتنی مالیت کا فالتو سامان جس کے پاس موجود ہوگا۔ اس پر صدقہ عیدالفطر واجب ہوگا۔ اور قربانی کے ایام میں اگر اتنی مالیت کا سامان موجود ہے تو قربانی بھی لازم ہوگی۔ اتنی مالیت کے سامان کے مالک پر زکوٰۃ واجب نہیں مگر دوسروں کی زکوٰۃ لینا بھی حرام ہے اور نفقہ اقارب بھی اس پر واجب ہے، اگر وہ اقارب محتاج ہیں۔[1]

---

[1] مراقی الفلاح ص۳۹۴

Marfat.com

(۳)۔ تیسرا نصاب وہ جس کے مالک پر سوال حرام ہے۔ وہ اتنی مقدار کھانے کا مالک ہونا ہے کہ ایک دن کی غذا کے لئے کافی ہو۔ بعض نے کہا کہ پچاس درہم کا مالک ہو۔ تو اس کو سوال حرام ہے۔

صدقۂ فطر کے وجوب کا وقت صدقۂ فطر عید الفطر کے دن طلوعِ فجر ثانی کے بعد واجب ہوتا ہے خود اپنی طرف سے اور اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے ادا کرے۔ مگر بیوی اور ماں باپ اور بڑے بچوں اور چھوٹے مالدار بچوں کی طرف سے اُس پر لازم نہیں اگر ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرے۔ تو ان سے اجازت لے کر ادا کرے تب ان کی طرف سے ادا ہوگا ورنہ نہیں۔ مگر عالمگیری میں ہے کہ بڑے بچوں اور بیوی کے لئے یہ حکم خاص ہے کہ بغیر اذن کے بھی ان کی طرف سے دے دیا تو ادا ہو جائے گا۔ دادا پر دادا کو اپنے پوتا پوتی کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں۔ ہاں باپ پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے ادا کرنا لازم ہے۔ اگر چھوٹی بچی کی شادی کرکے اس کے شوہر کے سپرد کردیا تو اب باپ پر اس کا صدقہ واجب نہیں اگرچہ عید کے دن باپ کے یہاں ہو۔

سوال:۔ صدقہ فطر کی ادائیگی کا مستحب وقت کونسا ہے؟

جواب:۔ مستحب ہے کہ نماز عید کے لئے جانے سے پہلے صدقہ دے کر جائے یُوں تو تمام عمر ادائیگی کا وقت ہے۔ اگر اب نہیں دیا تو جب چاہے ادا کر دے۔ ادا ہو جائے گا۔

سوال:۔ صدقہ فطر کن چیزوں سے ادا ہوتا ہے؟

جواب:۔ چار چیزوں سے صدقہ فطر ادا ہوتا ہے (۱) گیہوں (۲) جو (۳) منقی (۴) کھجور۔ گیہوں دینا ہے تو نصف صاع دینا لازم ہے اور جو دینا ہے تو ایک صاع لازم ہے۔ یہی ان کے ستوؤں کا حکم ہے۔ اگر اصل نہ دے تو اس کی قیمت بھی ادا کرسکتا ہے۔ بلکہ قیمت دینا افضل ہے[1] کہ اس سے زیادہ حاجتیں پُوری ہوں گی۔

---

[1] عالمگیری ص ۲۰۳

وقتِ وجوب جب طلوعِ فجرِ ثانی کے بعد ہے تو جو بچہ طلوعِ فجر سے قبل پیدا ہوگا اس کا صدقہ دیا جائے گا اور کوئی مرگیا تو اس کا صدقہ نہیں ہو گا کیونکہ وقتِ وجوب میں وہ زندہ نہیں رہا۔ اور جو بعد فجر پیدا ہوا اس پر صدقہ نہیں۔ کیونکہ صبح نمودار ہونے کے وقت وہ نہ تھا۔

ایک کا صدقہ ایک ہی شخص کو دے اگر متفرق چند فقیروں کو دیا تو کافی نہیں ہوگا[1] اور اگر متعدد آدمیوں کا صدقہ ایک شخص کو دیا تو کافی ہوگا۔

سوال:۔ نصف صاع کتنے وزن کا ہوتا ہے؟

جواب:۔ شامی میں ہے کہ نصف صاع دو من (سیر) کا ہوتا ہے اور ایک من چالیس استار کا۔ اور ایک استار ساڑھے چار مثقال کا ہوتا ہے۔ اور ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے ایک سیر اور بارہ چھٹانک سے کچھ اوپر نصف صاع ہوا بعض حضرات کی تحقیق سوا دو سیر ہے۔ لہٰذا احتیاطاً دو سیر بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہی دے دینا چاہئے۔

سوال:۔ زکوٰۃ اور صدقہ فطر میں کیا فرق ہے؟

جواب:۔ زکوٰۃ میں حولانِ حول (سال کا گزرنا) عقل، بلوغ اور نصاب نامی شرط ہے۔ صدقہ فطر میں یہ شرط نہیں۔ اور معلوم ہو چکا کہ اگر نصاب نامی نہیں ہے تو گھر میں جو زائد سامان ہے بقدرِ نصاب اس کی قیمت ہے تو اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے۔ نابالغ اور مجنون پر بھی صدقہ فطر ہے زکوٰۃ نہیں۔

---

[1] عالمگیری ص ۲۰۵

صدقات

سوال :۔ صدقات کو صدقات کیوں کہتے ہیں ؟

جواب :۔ صدقات جمع صدقہ کی ہے۔ یہ صدق سے بنا ہے۔ اس سے دینے والے کے صدق اور اخلاص کا پتہ چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا حکم دیا ہے کسی کی کثرتِ محبت کا اظہار یُوں کیا جاتا ہے کہ فلاں شخص فلاں آدمی کا کلمہ پڑھتا ہے یعنی اسکو بہت محبت ہے۔ تو ہم بھی اللہ اور اس کے رسول کا کلمہ پڑھ کر اس امر کا ثبوت دیتے ہیں کہ اللہ اور رسول کے سوا کوئی شئے ہم کو زیادہ محبوب نہیں۔ محبت اور عشق میں ہر چیز خواہ کتنی بھی محبوب ہو اسکو محبوبِ اعلیٰ کے لئے چھوڑا جاسکتا ہے۔ یہی صدق محبت کا نشان ہے۔ مال ہم کو محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہماری محبت کا امتحان لینا ہے کہ ہم اس کے کلمہ گو ہیں۔ تو اللہ کی راہ میں ہم کچھ خرچ کرتے ہیں یا نہیں۔ پس زکوٰۃ کا حکم دیا تاکہ اللہ کی راہ میں مال دینے والوں کے صدق کا پتہ چلے جو محبین صدقِ دل سے محبُوب کے حکم پر اپنا مال قُربان کرتے ہیں۔ اللہ ان کی تعریف فرماتا ہے۔ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کہ وہ ہمارے دیئے ہوئے میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ محبت کے مدارج میں سب انسان برابر نہیں علیٰ قدرِ محبت اللہ کے بندے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ خرچ کرنے والے تین قسم کے ہیں۔

ایک وُہ ہیں کہ جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنا تمام محبوب مال قربان کر دیا۔ اور گھر کا سب مال و اسباب حضور کی خدمت میں لاکر حاضر کر دیا۔ آپ نے فرمایا گھر میں کیا چھوڑا ؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑا۔ گویا جن کا کلمہ پڑھتے ہیں وُہی محبوب گھر میں باقی رہا اس کے علاوہ گھر میں جاروبِ لا سے ماسویٰ پر جھاڑو پھیر کر صاف کر دیا۔ یہ ہے کمال درجہ کا صدقِ اخلاص۔ غیرِ محبوب کو گھر میں رکھا ہی نہیں۔ یہ مرتبہ حضرت ابُوبکر صدیق کو حاصل ہُوا۔

ے تا بجاروب لا نروبی راہ ؛ نرسی در سرائے الا اللہ

دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو حاجت سے زائد رقم کو روک کر رکھتے ہیں اور بوقتِ ضرورت نیک کاموں میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی صرف کرتے ہیں۔

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں کہ صرف زکوٰۃ ہی کی رقم تک دینا دلانا محدود رکھتے ہیں۔ اس سے زیادہ رقم اللہ کی راہ میں نہیں خرچ کرتے ہیں۔ یہ اللہ کی محبت کا ادنیٰ درجہ عوام کا ہے۔ ایسے لوگ بخل ہونے کے سبب زکوٰۃ پر اکتفا کرتے ہیں۔ یہ بھی غنیمت ہے کہ زکوٰۃ تو دیدیتے ہیں۔ اور جس کے دل میں بخل اور حبِ مال زیادہ قوی ہے ان سے زکوٰۃ کا پیسہ نکلنا تو درکنار اس کا حکم سننا بھی برداشت نہیں۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ (پ۱ ع۳) کہ قرآن اور دین کی مثال بارش کی طرح ہے جسمیں اندھیرا بھی ہے۔ چمک اور بجلی بھی ہے، ایسی کڑک اور گرج بھی ہے جس کی آواز سے موت آتی ہے۔ جب ان سب چیزوں کو برداشت کرے تو بارش کا نفع حاصل ہوتا ہے۔ پس اسلام میں مختلف احکام ہیں بعض وہ احکام ہیں کہ جن کو سن کر آنکھوں میں روشنی آتی ہے۔ مثلاً عید کے روز روزہ رکھنا حرام ہے۔ خوب کھاؤ پیو کلو و اشربو اپر عمل کرو۔ کیونکہ اس دن روزہ رکھنا گناہ ہے۔ اور کھانا پینا عبادت ہے۔ اس حکم سے آنکھوں میں روشنی آتی ہے مسرت اور فرحت کی بجلیاں چمکنے لگتی ہیں۔

دوسرا یہ بھی حکم ہے صدقہ فطر دو، جہاد کرو، مال دو، زکوٰۃ دو، یہ حکم سن کر آنکھوں کے آگے اندھیرا آتا ہے، مرنے کے قریب ہوجاتا ہے۔ جان جائیے۔ مگر مال نہ جائے رگرنج اور کڑک سے بھی زیادہ یہ دل دھلا دینے والی آواز ہے سآواز کیا ہے موت کا پیغام ہے۔ ایسے حکموں کو سننے کو دل نہیں چاہتا کانوں میں انگلیاں دے دیتے ہیں۔ مگر بارش کے منافع جب ہی حاصل ہونگے جب چمک اور کڑک سب کو برداشت کرے۔

جب کوئی صدقہ لیکر حاضر ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسکو دعا دینے

تھے آل ابی اوفی نے صدقہ کی رقم پیش کی۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا دی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰے آلِ اَبِی اَوْفٰی[1]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے صدقہ قبول نہیں کرتے تھے۔ ہاں ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ اور اس کا بدلہ بھی اُتار دیتے تھے[2]

---

[1] مواہب جلد ۸ صفحہ ۹۱۔ [2] مواہب جلد ۸ صفحہ ۹۲

Marfat.com

اللہ کی راہ میں دینے والوں کو ھدایات

سوال:۔ رضائے خداوندی کے لئے دینے والوں کو بھی کچھ ہدایات فرمائیں؟

جواب:۔ حدیث شریف میں ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کو عظیم نعمت سے نوازتا ہے تو اس پر عظیم ذمہ داری ہے۔ کہ لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کرے ورنہ اس کی نعمت کو زوال شروع ہو جائے گا۔[1]

پس لازم ہے کہ شکرِ الٰہی بجا لاتا ہوا اپنی نعمت سے دوسروں کو بھی نفع پہنچائے کہ بقائے نعمت اسی طریقِ شکر میں منحصر ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی صفت سے متصف ہونے کی کوشش کرے کیونکہ قرآن میں ہے۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ سب سے بلند اور اونچا ہے تم بھی دینے والے بنو کہ تمہارا ہاتھ بھی اونچا رہے کہ یہی تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ یَدِ السُّفْلٰی کہ بلند ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے یعنی دینے والا لینے والے سے بہتر ہے۔ اس کے علاوہ اس موافقت اور شباہت سے تمہیں دینے میں لُطف و لذّت اور تقرب الی اللہ حاصل ہوگا۔

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت سے بھی موصوف ہونا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ وَاللّٰہُ مُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ کہ اللہ تعالےٰ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ اتباعِ سنّت کی تم بھی نیّت کرو کہ اللہ تعالیٰ نے دولت عطا کی اور ہم نیابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں قاسم بن کر اس کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ وَاللّٰہُ مُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ کے تحت شکرِ نعمت بھی ہے اور اتباعِ سنّت بھی۔

---

[1] شرح سفر السعادت صـ۲۴۲ـ

Marfat.com

(۴) ہرگز ہرگز زکوٰۃ دے کر احسان نہ رکھے اور طعن، جھڑکی اور ترش روئی یا دیگر حقارت آمیز کلمات سے ایذا نہ پہنچائے۔ بلکہ لینے والے کا احسان مانے کہ اس نے قبول کر کے طہارت بخشی اور دوزخ سے نجات کا انتظام کر دیا۔ اور یہ سمجھے کہ خدائے تعالےٰ سے اس نے اپنا رزق لیا ہے۔ مگر اس کا کرم ہے کہ میرے ہاتھوں اس کا رزق پہنچایا اور مجھ کو وسیلۂ خیر بنا کر تفوق اور برتری عطا فرمائی جس کو چاہے اللہ تعالیٰ عزت عطا فرمائے۔ اور یہ بھی سمجھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قرض ہے اور اس کا واجب الاداء حق ہے۔ اس نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے فلاں بندہ اور غلام کو دے دینا تو درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ ہی کو دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق وصول کرنے کے لئے اس کی طرف سے قائم مقام ہے۔ اس لئے ادب کے ساتھ پیش کرے

ھدایت اللہ کی محبت ظاہر کرنے اور بخل سے پاک ہونے کی نیت سے زکوٰۃ دے اس بندہ نے کلمہ شہادت پڑھ کر معبودِ برحق کی وحدانیت کی گواہی دی ہے اور یہ ظاہر کیا ہے کہ سوائے خدائے واحد و یکتا کے اس مُوحّد کا کوئی محبوب نہیں، درجۂ محبت کا امتحان محبوب چیزوں کی مفارقت سے کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مال انسان کو بہت محبوب ہے۔ لہٰذا اسی میں اس کے دعوئ محبت کا امتحان لیا گیا۔ اگر زکوٰۃ دی تو اس نے صدقِ دعویٰ پر ثبوت پیش کر دیا کہ مال سے خدا زیادہ محبوب ہے کہ خدا کے حکم پر مال کو قربان کر دیا۔

محبت کے کئی مدارج ہیں۔ ایک درجہ محبت کا یہ ہے کہ زکوٰۃ کا مال قربان کر دیا۔ دوسرا درجہ محبت کا اس سے اونچا ہے کہ حاجت سے جو زائد مال ہے۔ اس کو بھی اللہ کی راہ میں قربان کر دیا۔ ایسے لوگ مقدارِ زکوٰۃ صرف کرنے پر قناعت نہیں کرتے بلکہ زائد مال بھی نہیں رکھتے اس کو بھی محبوب پر قربان کر دیتے ہیں۔ تیسرا درجہ سب سے اونچا ہے، کہ وہ کچھ بھی نہیں رکھتے۔ سارا مال محبوب پر قربان کر دیتے ہیں، جیسے اوپر گذر رہا ہے، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب راہِ خدا میں مال دینے کی ترغیب دی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آدھا مال اللہ کی راہ میں لیکر حاضر ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے دریافت کیا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ عرض کیا اتنا ہی نصف مال چھوڑا حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارا مال لیکر حاضرِ خدمت ہوئے، ارشاد فرمایا اے ابُوبکر! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ عرض کیا گھر والوں کے لئے اللہ کو اور اس کے رسول کو چھوڑا اور کسی کو نہیں چھوڑا۔

پروانے کو چراغ ہے اور بُلبل کو پھُول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس
عشق آں شعلہ است کہ چوں بر افروخت!
ہر چہ جز معشوق باقی جُملہ سوخت!

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں کے مدارج میں اتنا ہی فرق ہے۔ جتنا تم دونوں کی باتوں اور کلاموں میں فرق ہے۔ لہٰذا حسب حیثیت اظہارِ محبت و تعلق کی نیت کرے زیادہ نہیں تو زکوٰۃ دینے کے وقت ادنیٰ درجہ ہی میں محبت کے اظہار اور بخل سے طہارت کی نیت کر لے اور شرمندہ ہوکر زکوٰۃ دے کہ میں ادنیٰ درجہ پر ہوں اور انفاق کے اعلیٰ مقام سے بخل کے باعث محروم ہوں مُسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اللہ سے محبت رکھے اور کم از کم زکوٰۃ جیسے ادنیٰ درجۂ محبت پر قائم ہوکر ہی محبت کا اظہار کرے اور اللہ کی محبت کو ترجیح دے کر اپنے اس فعل سے صدقِ ایمان کی گواہی دے۔ اسی لئے زکوٰۃ کو صدقہ کہتے ہیں کہ اس سے صدقِ ایمان اور خلوص کا اظہار ہے۔

جس طرح زکوٰۃ وغیرہ میں مال کو قربان کر دیتا ہے اسی طرح ایک اور درجہ محبت کا ہے کہ جہاد میں وُہ اپنی جان کو بھی قربان کر دیتا ہے۔ اسی طرح ایک اور درجہ محبت کا ہے کہ جہاد میں وہ اپنی جان کو بھی قربان کر دیتا ہے، موت اور شہادت اسکو اچھی لگتی ہے۔ شوقِ دیدارِ محبوب میں مرنا اور جان پر کھیلنا اس کو محبُوب ہو جاتا ہے۔ یہ کمالِ صدقِ ایمان کی علامت ہے۔ ایسی جان اور مال کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ اور جنت کے عوض میں خریدتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

Marfat.com

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ۔ (پ۱۱ ع ۳)

ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ پہ جان و مال کو قربان کرنے والوں کی جان و مال کا خریدار خود اللہ تعالیٰ ہے۔

ھدایت فقراء کی خدمت کو سعادت سمجھے ان کا وہ مقام ہے کہ مالداروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کی خدمت سے برکت حاصل کرے اور نیت کرے کہ میں فقیر اور دیگر ارباب حقوق کی خدمت کے لئے کماتا ہوں، تاکہ تجارت میں برکت ہو اور زیادہ ثواب ملے۔

ھدایت جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں دے اسکو کثیر نہ جانے ورنہ عُجب یعنی خود پسندی پیدا ہو گی اور یہ مُہلک نیر ہے۔ وَیوم حُنین اذا عجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً کہ حُنین کے دن کثرت کے خیال نے تم کو غرور میں ڈال دیا اور کثرت کچھ کام نہ آئی۔ لہٰذا بڑی سے بڑی کثیر رقم کو بھی اللہ کی راہ میں کم سمجھے، تواضع اور عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کر کے قبولیت کی دعا کرتا رہے۔

ھدایت بہت ہی بہتر ہے کہ ایسے شخص کو تمہاری زکوٰۃ پہنچے جو نیک، عبادت گذار اور متقی بندہ ہو تو اس کی عبادت اور طاعت کا شریک بنے گا۔ بعض حضرات ایسے لوگوں کو تلاش کرتے ہیں جو توجہ الی اللہ میں مستغرق رہتے ہیں۔ ان کا کہنا تھا۔ کہ ان کے پاس کچھ نہ ہوگا تو توجہ الی اللہ میں فرق آئے گا۔ لہٰذا ان کی مدد کرنے میں یک سوئی کے ساتھ متوجہ الی اللہ ہونے پر ان کی مدد کرنا ہے۔ تاکہ ہم کو بھی اس توجہ اور عبادت کا فیض پہنچے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک اہل علم کی خدمت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ نبوت کے بعد اہل علم کے درجہ سے افضل میں کسی کا درجہ نہیں جانتا۔

ھدایت اگر کوئی سائل اکھڑ اور سخت مزاج ہو اور سخت کلامی سے پیش آئے تو اُسکو معاف کر دینا چاہیے بجائے اس کے کہ تم بھی اسکو سخت سُست کہو۔ اس سے اچھی اور نرم بات کرنی چاہیئے۔ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ

صَدَقَۃٍ یَّتْبَعُھَا اَذًی وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ۔ (پ۳ ع)

تم کو جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا ہے نہایت درجہ خوش دلی کیساتھ

ھدایت دو۔ ایک حکایت سنو! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک برص والا تھا ایک گنجا اور ایک اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمانا چاہا تو ایک فرشتہ اُن کے پاس بھیجا۔ فرشتہ نے برص والے سے پوچھا کہ تجھے سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا اچھا رنگ اور عمدہ کھال یہ بیماری مجھ سے جاتی رہے۔ کہ جس کے سبب لوگ مجھ سے نفرت اور کراہت کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا۔ ہاتھ پھیرتے ہی اس کی بیماری جاتی رہی اور خوش رنگ ہو گیا۔ اب فرشتہ نے پوچھا کہ مالوں میں کونسا مال تجھے محبوب ہے اس نے کہا کہ اُونٹ اُسکو دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں دے کر دُعائے برکت دی۔ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْھَا کہ اللہ تعالیٰ ان میں برکت دے۔ اس کے بعد وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ تجھ کو سب میں زیادہ کیا چیز محبوب ہے۔ اس نے کہا شعر کا حُسن یعنی عمدہ اور اچھے بال اور میرا گنجاپن دُور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے کراہت کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس کے سر پہ بھی ہاتھ پھیرا تو اس کا بھی گنجاپن جاتا رہا اور اس کو عمدہ بال مل گئے۔ فرشتہ نے اس سے پوچھا کہ تجھ کو سب سے زیادہ کونسا مال محبوب ہے۔ اس نے کہا کہ گائے اس کو حاملہ گائیں مل گئیں۔ فرشتہ نے بَارَکَ اللّٰہُ فِیْھَا کہہ کر اُسکو دُعائے برکت دی کہ اللہ تعالیٰ اور زیادہ کرے۔ پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور اس سے دریافت کیا کہ تجھے سب میں زیادہ کونسی چیز محبوب ہے۔ اس نے کہا روشنی اور بینائی کا ملنا کہ لوگوں کو اس سے دیکھوں۔ فرشتہ نے اُس پر بھی ہاتھ پھیرا تو اللہ نے اس کی بینائی کو اُس پر لوٹا دیا۔ پھر پوچھا تجھے کونسا مال محبوب ہے۔ اس نے کہا بکری۔ پس اسکو حاملہ بکریاں مل گئیں۔ ان سب جانوروں کی نسل میں ترقی ہوئی۔ یہاں تک کہ اونٹ، گائے اور بکریوں سے جنگل بھر گئے تو وہی فرشتہ برص والے کے پاس ایک مسکین کی صورت میں گیا اور کہا: میں سفر میں بے سبب و بے سہارا رہ گیا ہوں منزل مقصود پر پہنچانے والا اللہ ہے اور پھر تو ہے۔ میں اس اللہ کے نام پر کہ جس نے تجھ کو خوش رنگ بنایا اور مال عطا کیا ایک اُونٹ کا سوال کرتا ہوں کہ جس کے ذریعہ سفر میں اپنے

مقصود تک پہنچوں، برص والے نے کہا کہ میرے ذمہ بہت سے لوگوں کے حقوق ہیں۔ ان میں تیری کہاں نوبت آئے گی۔ فرشتہ نے کہا میں تجھ کو پہچانتا جا رہا ہوں۔ کہیں تو وہ برص والا تو نہیں ہے جس سے لوگ گھن کرتے تھے اور تو فقیر بھی تھا۔ پس اللہ نے تجھ کو صحت اور مال عطا کیا۔ اس نے کہا مجھے تو یہ مال باپ دادا سے میراث میں ملا ہے۔ فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو تجھ کو خدا اسی حالت پر کر دے جس پر تو پہلے تھا۔ پھر وہ برص والا بھی ہو گیا اور فقیر بھی۔ پھر وہ فرشتہ گائے والے گنجے کے پاس آیا اور اس سے بھی وہی کلمات کہے جو اونٹ والے سے کہے تھے اس گائے والے نے بھی وہی جواب دیا جو اونٹ والے نے دیا تھا۔ فرشتہ نے اس کو بھی یہی کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھ کو بھی ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا۔ چنانچہ وہ بھی مثل سابق گنجا اور فقیر ہو گیا۔ اب وہ فرشتہ بکری والے کے پاس آیا اور کہا کہ میں مسکین مسافر ہوں اپنے سفر میں اسباب و وسائل سے منقطع ہو کر بے سہارا رہ گیا ہوں۔ منزل مقصود تک پہنچانے والا سہارا اللہ کا ہے پھر تیرا۔ میں اس اللہ کی ذات کا وسیلہ دے کر تجھ سے ایک بکری کا سوال کرتا ہوں جس نے اندھا کر کے پھر تجھ کو بینائی عطا فرمائی۔ مجھے ان بکریوں میں سے کچھ عطا کر تاکہ میں اپنے سفر میں اس کے ذریعہ مقاصد کو پہنچوں۔ بکری والے نے کہا۔ كُنْتُ أَعْمٰى فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيَّ۔ بیشک میں اندھا تھا اور اللہ نے مجھے بینا کیا۔ فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ جو چاہے لے لے اور جو چاہے چھوڑ جو کچھ بھی اللہ کے لئے لے گا بخدا آج میں اس چیز کے لینے سے تجھ کو منع نہیں کروں گا۔ فرشتہ نے کہا اپنا مال اپنے پاس رکھ یہ صرف تمہارا سب کا امتحان تھا تو نے اللہ کو راضی کیا اور تیرے دو ساتھیوں نے اس کو ناراض کیا[1] لہٰذا بس تم بھی اللہ کی راہ میں خوش دلی کے ساتھ دو اور اللہ کو راضی کرو۔ اس کے دیئے ہوئے مال میں سے دیگر لائق تعریف بننا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

---

[1] مشکوٰۃ صفحہ ۴۸

ھدایت جو کوئی سائل تمہارے در پر آئے اُسکو کچھ دے دو۔ ایک صحابیہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر دروازہ پر سائل کھڑا ہو اور میرے پاس کچھ نہیں تو میں اس کے ہاتھ پر کیا رکھوں؟ فرمایا کہ جو کچھ بھی ہو اس کے ہاتھ پر رکھ دو اگرچہ کُھر جیسی حقیر شے ہو۔

مطلب یہ ہے کہ خالی نہ جانے دو۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ام سلمہ کو کسی نے گوشت ہدیۃً بھیجا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت محبوب تھا حضرت ام سلمہ نے خادم سے کہا کہ جاؤ اسکو گھر میں رکھ دو شاید حضور اس میں سے تناول فرمائیں۔ خادم نے جاکر طاق میں رکھ دیا، سائل آیا اس نے دروازہ پر کھڑے ہوکر کہا: اے لوگو! کچھ صدقہ دو اللہ تمہیں برکت دے۔ گھر والوں نے بھی اسکو بَارَکَ اللہ کہا۔ اس کلمہ سے اسکو لطف اور نرمی کے ساتھ لوٹانا مقصود تھا چنانچہ وہ چلا گیا۔ اسکے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا! اے ام سلمہ! تمہارے پاس کچھ کھانے کے لئے ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا جی ہاں ہے۔ انہوں نے خادم کو حکم دیا کہ وہ گوشت لیکر حاضر خدمت ہو، خادم گوشت لینے گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ طاق میں بجائے گوشت کے پتھر کا ٹکڑا رکھا ہُوا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سائل کو نہ دینے کے سبب یہ پتھر ہوگیا۔

پس سائل کو رد نہ کرو تاکہ تمہارے مال اور تجارت میں جمود نہ پیدا ہو۔ چاہئیے کہ مال گردش میں رہے کیونکہ حرکت ہی میں برکت ہے۔

ھدایت اس کا بھی خیال رہے کہ اگر کوئی سائل اللہ کے نام پر سوال کرے تو اس کو کچھ دے دینا چاہیئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو اس شخص کی خبر نہ دوں جو مرتبہ اور منزلت کے لحاظ سے بدترین انسان ہے؟ سب نے عرض کیا ضرور خبر دیجئے۔ فرمایا یہ وہ شخص ہے جس سے اللہ کے نام پر کسی سائل نے مانگا اور اس نے اس کو کچھ نہ دیا۔ طیبی نے استثنا کیا ہے۔ اس صورت کا کہ سائل مستحق نہیں۔ یا اتنی رقم ہے کہ وہ خود اس کا محتاج ہو۔[1]

---

[1] اشعۃ اللمعات ۲/۴۹

Marfat.com

ہدایت — اس کا بھی لحاظ رکھا جائے تو بہت اچھا ہے کہ جب اللہ کی راہ میں دو تو جوڑا دو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے چیزوں میں سے کسی چیز کا جوڑا دیا اس کو جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا۔ یعنی ہر دروازہ کے دربان اس کا استقبال کریں گے۔ کہ ہمارے دروازہ سے جنت کی نعمتوں میں داخل ہو۔

جوڑا دینے کا مطلب یہ ہے کہ دو درہم دو دینار دو کپڑے دو گھوڑے دے یا یہ مطلب ہے دو جنس ملا کر دے یعنی درہم اور دینار یا درہم اور کپڑا ملا کر دے تنہا کپڑا نہ دے کچھ رقم رکھ کر دے۔ مگر اوّل معنی زیادہ واضح ہیں[1]

ہدایت — یہ سمجھ کر دو کہ جو کچھ اللہ کی راہ میں تمہارے پاس سے جا رہا ہے یہ اس سے بہتر ہے جو تم جمع کر کے رکھو گے۔ کہ جو تمہارے پاس ہے۔ وہ فانی ہے اور جو اللہ باقی کے پاس پہنچ گیا وہ باقی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ گھر والوں نے ایک بکرا ذبح کیا حضور نے فرمایا کہ بکرے میں سے کیا باقی رہا؟ حضرت عائشہ نے عرض کیا سوائے شانہ کے کچھ باقی نہیں رہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بَقِیَ کُلُّھَا غَیْرُ کَتِفِھَا کہ شانہ ہی باقی نہیں رہا۔ باقی تمام بکرا باقی ہے۔ درحقیقت یہ ارشاد قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر ہے۔ مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ ط کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے ختم ہونے والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی ہے[2]

ہدایت — حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو بھی سامنے رکھ کر عمل کرو۔ مَا مِنْ مُسْلِمٍ کَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا اِلَّا کَانَ فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ۔ نہیں ہے کوئی مسلمان کہ جس نے کسی مسلمان کو کپڑا پہنایا وہ اللہ کی حفاظت میں ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب تک اس کپڑے میں سے ایک ٹکڑا ابھی باقی ہے۔ وہ اللہ کی حفظ و امان میں ہے[3]

---

[1] اشعۃ اللمعات ۲/۱۵۱ [2] اشعۃ اللمعات ۲/۶۲ [3] مشکوٰۃ

Marfat.com

صدقہ لینے والے کو ھدایات

سوال :۔ صدقہ لینے والے کو بھی کچھ ہدایات فرمائیں ؟

جواب :۔ حتی الامکان صدقہ اور زکوٰۃ لینے سے گریز کرے اور خود محنت اور مزدوری کر کے حاصل کرے یہ بہتر ہے ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنی رسی لے اور لکڑیوں کا گٹھا باندھے اور پشت پر رکھ کر لائے ، اسکو فروخت کرے اور اللہ اس کے ذریعہ اس کے چہرہ کو بے آبرو ہونے سے روکے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے پھر وہ لوگ اس کو دیں یا نہ دیں ۔

اگرچہ مال اچھا معلوم ہوتا ہے مگر اس کے لئے سوال کی ذلت کو مسلمان کے لئے پسند نہیں فرمایا ۔

حکیم بن حزام حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے تھے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا مجھے آپ نے عطا کیا۔ پھر میں نے دوبارہ سوال کیا پھر عطا فرمایا اس کے بعد حضور نے مجھے فرمایا : حکیم ھٰذا المالُ خَضِرٌ و حُلْوٌ یہ مال سرسبز اور شیریں ہوتا ہے جس نے اس کو سخاوۃ النفس کے ساتھ لیا یعنی قلب کی استغنا اور بے طمعی کے ساتھ لیا اور مال میں حرص کی نظر نہ ہو تو اس میں برکت ہو گی۔ اور اگر طمع اور حرص انتظارِ قلب کے ساتھ لیا تو اس میں برکت نہیں ہو گی۔ یہ آدمی اس شخص کے مثل ہو گا کہ کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنْ یَّدِ السُّفْلیٰ اور دینے والے کا اونچا ہاتھ لینے والے کے نیچے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے ۔

اس حدیث سے سوال کرنے کی ناپسندیدگی معلوم ہوئی اور دینے کی ترغیب ظاہر ہوئی۔ اس کے بعد حضرت حکیم نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے آپکو

Marfat.com

حق کے ساتھ مبعوث کر کے بھیجا ہے۔ اب کسی سے سوال نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ میں دُنیا سے رخصت ہو جاؤں۔

پھر اس تعلیم کا یہ اثر ہُوا کہ اگر حضور کسی کو عطا بھی فرماتے تو لینے والا استغنائے قلب کے ساتھ عرض کرتا تھا کہ حضور یہ اُسکو دیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو۔ مگر حضور نے اس پر یہ تعلیم دی کہ اگر بغیر طمع اور سوال کے ملے تو اسکو قبول کر کے اپنے پاس رکھو۔ اور پھر صدقہ دو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کچھ بخشتے تو حضرت عمر عرض کرتے حضور مجھ سے زیادہ محتاج کو عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهٖ قبول کرو اور مالدار ہو کر صدقہ دو۔ بغیر طمع اور سوال کے مال ملے اسکو لے لیا کرو۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر نفس کا اتباع نہ کرو یعنی طمع اور حرص میں مال کے پیچھے نہ پڑ جاؤ۔

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے نیازی، استغنائے قلب اور صبر حاصل کرنے کا بھی طریقہ بیان فرمایا۔

حدیث شریف میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند انصاری حاضر ہوئے اور کچھ مانگا آپ نے ان کو عطا کیا، پھر سوال کیا پھر دیا، یہاں تک کہ آپ کے پاس جو تھا وہ ختم ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا میرے پاس جو مال ہوتا ہے وہ تم سے بچا کر ذخیرہ کر کے نہیں رکھتا جو سوال سے بچنا چاہے گا اللہ تعالےٰ اُسکو سوال سے بچائے گا اور جو غنی دل ہونا چاہے گا اللہ اس کو مستغنی اور بے نیاز بنا دے گا۔ اور جو بتکلف صبر یعنی صبر میں سعی اور کوشش کریگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو صبر کی صفت عطا فرمائے گا۔ اور کسی کو کوئی عطا ایسی نہیں ملی جو صبر سے بہتر اور زیادہ وسیع تر ہو یعنی صبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین عطا ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

ف اشعۃ اللمعات ۲/۴۴

Marfat.com

مَنْ یَّسْتَعِفَّ یُعِفَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِہِ اللّٰہُ وَمَنْ یَّتَصَبَّرْ یُصَبِّرْہُ اللّٰہُ۔

(مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ)

اس سے معلوم ہُوا کہ جس صفت اور فضیلت سے کوئی متصف ہونا چاہیے اوّل اس پر بتکلف عمل کرے پھر رفتہ رفتہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا عادی ہو جائے گا۔ پس فضائل کو اعمال میں داخل کرو تاکہ عمدہ فضائل اور محاسن سے متصف ہو جاؤ۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے وُہ جو مجھ سے عہد کرے اور ضامن ہو اس بات کا کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا تو میں اس کے لئے جنّت کا ضامن ہو جاؤں۔ حضرت ثوبان نے عرض کیا (اَنَا) یعنی وہ میں ہوں جو اس بات کا عہد کرتا ہوں کہ کسی سے سوال نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس عہد کو پُورا کیا اور اُنہوں نے پھر کسی سے سوال نہیں کیا۔[۱]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مجرد فرمانا ہی یقین کا سبب ہے۔ چہ جائیکہ جنّت کے وعدہ کو فَاَتَکَفَّلُ لَهٗ بِالْجَنَّةِ۔ فرما کر کفالت کے لفظ سے تعبیر فرمایا، اس میں غایت درجہ تاکید ہے۔

حضرت ابُوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بُلایا اور مجھ سے یہ شرط لی کہ لوگوں سے کوئی چیز طلب نہ کرنا، میں نے عرض کیا بُہت اچھا۔ پھر فرمایا اور سوال نہ کرنا کوڑے کا بھی جب وہ تیرے ہاتھ سے گر جائے بلکہ خود سواری سے اتر کر اُٹھانا۔ یہ ترکِ سوال پر کمال درجہ کا مبالغہ ہے۔[۲]

بہر حال حتی الامکان سوال سے بچو اور اگر بہت ہی زیادہ حاجت اور ضرورت ہے تو پھر ان ہدایات کو ملحوظ رکھتے ہوئے سوال کرنا۔

---

[۱] اشعۃ اللمعات ۲/۳۹ [۲] اشعۃ اللمعات ۲/۳۹

ہدایت: مسکین فقیر جو کچھ بھی لے طاعت الٰہی پر مدد کی نیت سے لے تاکہ وہ عبادت پر قوی ہو جائے، گناہ میں خرچ نہ کرے۔ ورنہ نعمت ملنے کی ناشکری ہوگی اور خدا کی خفگی اور ناراضگی کا مستحق ہوگا۔ اور لینے کے وقت میں یہ بھی خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کے ہاتھ سے مجھے نعمت پہنچائی لہٰذا اس کا شکر ادا کرے۔

وَ مَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ	جو کوئی نعمت تمہارے پاس ہے
فَمِنَ اللّٰهِ۔ [۱]	وہ اللہ کی طرف سے ہے۔

ہدایت: دینے والے کا ممنون ہو اور شکریہ ادا کرے کہ واسطہ کا بھی حق ہے حدیث شریف میں ہے۔

من لم يشكر الناس	جس نے انسان کا شکریہ نہیں ادا
لم يشكر الله ۔	کیا اس نے اللہ کا بھی شکر نہیں ادا کیا۔

پس اس کا شکریہ ادا کرو اور اس کو دعا دو۔ حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تمہارے ساتھ کچھ سلوک کرے تم اس کا تدارک کرو، اگر تم سے نہ ہو سکے تو اس کے لئے دعا مانگو یہاں تک کہ تم کو یقین ہو جائے کہ مکافات ہو گئی ہے[۲]

ہدایت: عطا کو بڑا سمجھے یہاں تک کہ عطا میں عیب ہو تو اسکو چھپائے تحقیر نہ کرے۔

ہدایت: مال حرام سے نہ لے بلکہ شک اور شبہ کی جگہ سے بھی احتراز کرے۔

ہدایت: اگر قرضدار ہے تو قرض کی مقدار سے زائد زکوٰۃ نہ لے[۳] یہ ہی حال مسافر وغیرہ کا ہے کہ بقدر ضرورت لے زیادہ نہ لے۔

ہدایت: لپٹ کر نہ مانگے کہ چمٹ جائے، پیچھا ہی نہ چھوڑے اس میں ایذا اور تکلیف ہے۔ اس سے پرہیز کرے اللہ تعالیٰ اس فعل سے بچنے والوں کی تعریف کرتا ہے۔ لَا يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا ط کہ وہ لوگوں سے سوال کرنے میں مبالغہ نہیں کرتے۔

---

[۱] (پ۱۴ ع ۱۲) [۲] احیاء العلوم ص ۲۲۷ [۳]

صدقۂ نفل کی فضیلت کا بیان

سوال :- صدقۂ نفل کے کچھ فضائل بھی تحریر فرمائیے ؟

جواب :- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی پاک کمائی سے کھجور کے برابر بھی کوئی صدقہ دے تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتا ہے۔ اور پھر جیسے کوئی اپنے گھوڑے کے بچے کی پرورش سے اسکو بڑھاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی تمہارے مال کو بڑھا کر پہاڑ کے برابر کر دیتا ہے۔

اس ہی طرح دوسری حدیث شریف ہے آپ نے فرمایا کہ صدقہ سے مال کبھی کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے۔ اور نہ عفو و درگزر سے عزت کم ہوتی ہے۔ بلکہ زیادہ ہوتی ہے، اور نہ تواضع سے آدمی کا مرتبہ پست ہوتا ہے۔ بلکہ اسکو رفعت و بلندی حاصل ہوتی ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر صبح کو دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرمائے اور دوسرا کہتا کہ اے اللہ! جو مال کو روک کر رکھتا ہے اس کے مال کو تلف کر۔

مشکوٰۃ اشعۃ اللمعات صہ ۵۲

Marfat.com

حکمی صدقات کا بیان

سوال:۔ حکمی صدقات کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ اس سے وہ کام مراد ہیں جو خود صدقات نہیں ہیں۔ مگر ان کا ثواب صدقات کے حکم میں ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ ہر نیکی صدقہ دینے کے برابر ہے۔ تسبیح کرنا، اللہ کی بڑائی بیان کرنا۔ اسکی حمد و ثنا کرنا۔ اور کلمہ توحید پڑھنا، ان کے پڑھنے میں صدقہ کا ثواب ہے۔

۲۔ اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی اور تبسم کے ساتھ ملنا۔

۳۔ اپنے بھائی کو اچھے کام کا حکم کرنا اور بُری بات سے روکنا۔

۴۔ تیرا راہنمائی کرنا گمراہی کی زمین میں یعنی جس زمین میں جاکر لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں وہاں پہنچ کر ان کی راہنمائی کرنا۔

۵۔ جس کی بینائی خراب ہو اسکی مدد کرنا۔

۶۔ راستہ سے پتھر، کانٹا اور ہڈی وغیرہ تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا۔

۷۔ اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا۔ جگ وغیرہ میں سے اپنے بھائی کے گلاس میں پانی ڈالنا اسی حکم میں داخل ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی)

یہ سب کام صدقہ ہیں یعنی سب صدقہ کے حکم میں ہیں۔

۸۔ اسی طرح کسی نے کوئی درخت لگایا یا فصل بوئی تو اس میں سے جو انسان اور جانور کھائے گا یا اس سے کوئی چوری ہو بونے والے کے لئے صدقہ ہے۔ (مشکوٰۃ)

۹۔ بیوی کے پاس جانا بھی صدقہ ہے۔ یہ فعل حرام سے بچاتا ہے۔

۱۰۔ دو آدمیوں کے درمیان عدل و انصاف کرنا یہ بھی صدقہ کا حکم رکھتا ہے۔

۱۱۔ ریل وغیرہ سواری پر چڑھتے وقت سوار ہونے والے کی مدد کرنا۔ اور اس کے سامان کو اُٹھا کر رکھنا بھی صدقہ ہے۔

۱۲۔ اچھی اور طیب بات کہنا بھی صدقہ ہے۔

Marfat.com

۱۳۔ نماز کی طرف چلنے میں ہر قدم پر صدقہ کا ثواب ہے۔

۱۴۔ غمگین اور طالب امداد کی مدد کرنا۔

۱۵۔ لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھنا یہ بھی صدقہ کا حکم رکھتا ہے۔

۱۶۔ دُودھ دینے والی اونٹنی یا بکری وغیرہ کسی کو دودھ پینے کے لئے عاریتاً دینا بھی صدقہ ہے۔

Marfat.com

توضیح العقائد

یعنی رکنِ دین حصّہ دوم

اس پُرفتن زمانہ میں بہت سی دُشمنِ دین جماعتیں سادہ لوح مسلمانوں کی دولتِ ایمان کو برباد کر رہے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ عوام اہلِ اسلام کو ان فتنوں سے بچانے کے لیے ان کی راہنمائی کی جائے۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر حضرت مولانا شاہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جامع کتاب سوال وجواب کے طرز پر بڑے آسان پیرایہ میں تصنیف فرمائی ہے جس میں اسلامی عقائد ایسے عمدہ طریقہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ اپنے عقائد کی حفاظت اور علمِ کلام کے مشکل ترین مسائل کو سمجھنے میں بڑی آسانی ہو گئی ہے۔

برادرانِ اسلام کے لیے لازم ہے کہ ستارۂ ہدایت کا مطالعہ رکھیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا ایمان محفوظ رہے گا اور اعمال بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوں گے قیمت ۵/۲۵ روپے

رکنِ دین حصہ سوم (کتاب الصیام)

اس میں تمام سال کے ہر قسم کے فرضی اور نفلی روزوں کے فضائل ومسائل پوری تحقیق سے مفصل بیان کیے گئے ہیں۔ یہ حصہ بھی سوال وجواب کے طرز پر جانشین حضرت شاہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کی محققانہ تصنیف ہے۔

اس کتاب کا مطالعہ

کرنے کے بعد آپ کو یقین آجائے گا کہ روزہ سے متعلق اتنے وسیع معلومات کسی کتاب میں یکجا نہیں ملیں گے۔ قیمت مجلد ۱۰/۵۰ روپے

علماء اور عوام سب کے لیے اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

ملنے کا پتہ: **مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ**

اِسلامی پردہ کے رموز پر واحد شاہکار

پردہ

مصنف
حضرت مولانا ابوالبشیر محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ

اس کتاب میں ارشاداتِ الٰہی اور فرموداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں پردہ کی حقیقت اور آزادیٔ نسواں کے بارے میں محققانہ اور مدلل اسلوب بیان میں گوہر افشانی کی گئی ہے اور مخالفین پردہ کے مختلف عقلی اور نقلی اعتراضات کا مُسکت جواب دیا گیا ہے۔

فاضل مصنف نے اگرچہ اس موضوع پر پچاس برس پہلے خامہ فرسائی کی مگر اس تخلیق کی ضرورت جتنی آج ہے شاید اس سے پہلے کبھی نہ تھی "نام اور کام" کی وجہ سے اس تصنیف کا ہر گھر میں موجود ہونا وقت کا اہم تقاضا ہے ضرورت پردہ سے واقفیت کے لئے اس کی افادیت مسلمہ ہے۔

صفحات تقریباً ۱۶۰ (زیر طبع)

مظہر العقائد

اس افراتفری کے دور میں لوگ دنیاوی کاروبار اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے مذہبی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ اور وقت نہیں دے سکتے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اسلام کی بنیادی تعلیمات مختصر طور پر دل نشین انداز میں پیش کی جائیں تاکہ کاروباری حضرات، طلبہ اور کم پڑھے لکھے مسلمان بھائی گھر بیٹھے اپنے فارغ اوقات میں اسلام کے ضروری عقائد و اعمال سے واقفیت حاصل کر کے صحیح مسلمان بن سکیں چنانچہ جناب ڈاکٹر مولانا مسعود احمد صاحب (پی۔ ایچ۔ ڈی) نے اسی مقصد کے لئے اسلامی عقائد پر سوال و جواب کی طرز پر یہ کتاب مرتب کر کے اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ آج ہی منگوا کر مطالعہ فرمایئے:

▲ کتابت: بڑھیا ▲ طباعت: آفسٹ ▲ صفحات ۱۰۴ قیمت ۲/۵۰

مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ

Marfat.com

مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کا بے مثال تذکرہ

حضرات القدس

کتاب مذکور کے مصنف خواجہ بدرالدین سرہندی علیہ الرحمۃ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔ آپ نے حضرت امام ربانی کی خدمت میں سترہ سال رہ کر تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اپنے زمانہ کے ممتاز علماء اور مصنفین میں آپ کا شمار ہوتا ہے

- اس کتاب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے خلفاء اربعہ (حضرت صدیق، فاروق، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم) سے لے کر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد اور آپ کے خلفاء تک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے تمام اولیائے کرام کے مفصل حالات نہایت تحقیق سے قلمبند فرمائے ہیں۔
- مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کے حالات پر آج تک جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں یہ کتاب بڑی جامع اور مستند ہونے کی وجہ سے سب سے بلند درجہ رکھتی ہے اس لیے اس کا ترجمہ آسان اردو میں کرایا گیا ہے تاکہ ہر اردو خواں اس سے بخوبی فائدہ اٹھا سکے۔
- اولیائے نقشبندیہ مجددیہ کے حالات، کرامات اور ارشادات سے روحانی فیض حاصل کرنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضرور کیجیے۔

عنقریب منظر عام پر آرہی ہے۔

مکتبہ نعمانیہ۔ اقبال روڈ سیالکوٹ

Marfat.com

وصالِ احمدی

ایک تاریخی دستاویز

یہ کتاب تین رسائل کا مجموعہ ہے۔ پہلا رسالہ وصالِ احمدی ایک عارفِ کامل اور اپنے وقت کے عظیم مصنف حضرت علامہ شیخ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ کی تصنیف ہے۔ اس میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کے آخری ایام کے اکثر حالات و واقعات آپ کے صاحبزادگان کے بیان کردہ ہیں اور باقی مصنف کے اپنے چشم دید ہیں۔ دائیں جانب اصل فارسی ہے اور بائیں طرف اس کا اردو ترجمہ۔ دوسرا رسالہ "شجرہ عالیہ نقشبندیہ" ہے اس میں سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مترجم کے پیر و مرشد تک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگوں کے مختصر حالات، ولادت اور وصال کی تاریخیں اور جائے مزارات درج ہیں، یہ بڑی اہم تاریخی دستاویز ہے۔ تیسرا رسالہ "نسب نامہ مجددیہ" ہے۔ یہ ایک منظوم نسب نامہ ہے جو اشرف المخلوقات حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ناظم علیہ الرحمۃ نے اپنے شیخ مولانا محمد ولی النبی رحمۃ اللہ علیہ تک نظم کیا ہے گویا یہ موتیوں کا ایک ہار ہے۔ آج ہی منگوا کر مطالعہ فرمائیں

اسلامی کتب خانہ۔ اقبال روڈ۔ سیالکوٹ

• طباعت : آفسیٹ • ٹائیٹل : رنگین

قیمت : صرف ۲ روپے

دو ۲ تحفے

اہلِ دل حضرات کے لیے

امام ابوحنیفہ کی ایک نادر یادگار

جامع شریعت و طریقت مولانا محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کے حقیقت نگار قلم سے

شرح قصیدہ
امام اعظم رح

- بارگاہِ رسالت میں عقیدت و محبت کا گلدستہ
- عربی اشعار کا اُردو نظم اور نثر میں بہترین ترجمہ
- قرآن و سنت اور علماء دین کے ارشادات سے مدلل شرح
- ہر حنفی کیلئے لاجواب دستاویز اور قیمتی ذخیرہ ہے

کاغذ: اعلےٰ سفید ○ طباعت: آفسیٹ۔
سائز: ۲۰×۳۰/۱۶ ○ قیمت: -/۳ روپے

اہلِ ذوق حضرات کے لیے

ایک نادر تحفہ

قائد تحریک ختم نبوت علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری
کے عشقِ مصطفےٰ میں ڈوبے ہوئے قلم سے

شرح
قصیدہ بردہ

- اُردو زبان میں سب سے جامع اور مفید شرح۔
- قرآن و حدیث اور امام خرپوتی کی تحقیقات سے لبریز
- قصیدہ مبارکہ کے ہر لفظ کا آسان حل لغات۔
- برمحل مستند واقعات اور موزوں اشعار۔
- انداز بیان نہایت شگفتہ اور عُمدہ

کتابت و طباعت: آفسیٹ ○ صفحات: چار سو
کاغذ: اعلےٰ ○ قیمت: اٹھارہ ۱۸ روپے
جلد مضبوط ڈائی دار

مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ

Marfat.com

ذوقِ تحفے

اہلِ دل حضرات کے لیے

امام ابوحنیفہ کی ایک نادر یادگار

جامع شریعت وطریقت مولانا محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقت نگار قلم سے

شرحِ قصیدہ

امامِ اعظم رح

- بارگاہِ رسالت میں عقیدت ومحبت کا گلدستہ
- عربی اشعار کا اردو نظم اور نثر میں بہترین ترجمہ
- قرآن وسنت اور علماءِ دین کے ارشادات سے مدلل شرح
- ہر حنفی کیلئے لاجواب دستاویز اور قیمتی ذخیرہ ہے

کاغذ: اعلیٰ سفید ○ طباعت: آفسیٹ

سائز: $\frac{20 \times 30}{16}$ ○ قیمت: ۳ روپے

اہلِ ذوق حضرات کے لیے

ایک نادر تحفہ

قائدِ تحریکِ ختمِ نبوت علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری کے عشقِ مصطفےٰ میں ڈوبے ہوئے قلم سے

شرح

قصیدہ بردہ

- اُردو زبان میں سب سے جامع اور مفید شرح۔
- قرآن وحدیث اور امام خرپوتی کی تحقیقات سے لبریز۔
- قصیدہ مبارکہ کے ہر لفظ کا آسان حل لغات۔
- برمحل مستند واقعات اور موزوں اشعار
- اندازِ بیان نہایت شگفتہ اور عمدہ

کتابت وطباعت: آفسیٹ ○ صفحات: چارسو

کاغذ: اعلیٰ ○ قیمت: ۱۸ روپے

جلد مضبوط ڈائی دار

مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ